ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۷	شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ / جولائی ۲۰۱۲ء	جلد : ۲۰

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلی

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے........سالانہ ۲۰۰ روپے
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال
رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302	بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311	برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310	اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر
فون/فیکس : 042 - 37703662	جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس
رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120	www.jamaimadniajadeed.org
موبائل : 0333 - 4249301	E-mail: jmj786_56@hotmail.com

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۶
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۵
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۰
سالانہ اِمتحانی نتائج دورۂ حدیث شریف		۳۲
مروجہ محفل میلاد	حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحبؒ	۳۷
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۴۰
اِسلامی صکوک : تعارف اَور تحفظات	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۴۳
شب ِبراءت میں کیا کرنا چاہیے اَور....	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۸
رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں	حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۵۰
شیخ الہندؒ کی زندگی ایک نظر میں	حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو	۵۷
عربی زبان کی خصوصیات و اِمتیازات	محترم جناب مظفر عباسی صاحب	۵۹
اَخبار الجامعہ		۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

۲۵ر جون کے روز نامہ نوائے وقت میں شائع ہونے والی خبر ملاحظہ ہو :

''لندن (اے پی اے) ایشین ایج میں شائع آرٹیکل میں اِلزام لگایا گیا ہے کہ پاکستان میں موجود شدت پسند اَور بھارت مخالف تعلیمی اِداروں میں ایسا نصاب پڑھایا جا رہا ہے جو کم عمر بچوں کے ذہنوں کو شدت پسند بننے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ تبصرہ کرنے والے نیوکلیئر سائنسدان پرویز ہود کا کہنا ہے طالب علموں کے ذہنوں میں بھارت سے نفرت اَور جہاد سے رغبت بھردی جاتی ہے۔ کنگ کالج میں ڈیموکریسی فورم کے تحت سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے پرائمری کے بنیادی قاعدے بھی دِکھائے جن میں الف سے ''اللہ'' ب سے ''بندوق'' ٹ سے ''ٹکراؤ'' ج سے ''جہاد'' اَور خ سے ''خنجر'' جیسے اَلفاظ پڑھائے جا رہے ہیں۔''

ایشین ایج میں شائع ہونے والے آرٹیکل میں نیوکلیئر سائنسدان پرویز ہود نے اِس بات پر اپنی پریشانی کا اِظہار کیا ہے کہ بھارت مخالف تعلیمی اِداروں میں طالب ِعلموں کے ذہنوں میں بھارت سے نفرت اَور جہاد سے رغبت بھردی جاتی ہے۔

موصوف نے اپنے دعوی کی سچائی ثابت کرنے کے لیے اُن تعلیمی اِداروں کا نام ذکر نہیں کیا اِن کی باتوں سے یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ اپنے اِردگرد کے عالمی حالات اَور ملکوں کی تاریخ سے یہ متعصب عیسائی یا یہودی سائنسدان بالکل بابلد ہیں اگر اِن کو تاریخ سے اَدنیٰ سی بھی آگاہی ہوتی تو ایسی بے بنیاد بات نہ کرتے۔

اُن کی یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی وَاویلا کرے کہ چین میں سوشلزم اَور رُوس میں کمیونزم کیوں متعارَف کرایا جارہا ہے اَور مسجد حرام میں لوگ بیت اللہ کا طواف کیوں کرتے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ پاکستان بناتے وقت یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' اِسی کے ساتھ ساتھ یہ سوچ بھی عام تھی کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسا ملک ہو جس میں وہ معاشی، تجارتی، سیاسی اَور دیگر تمام معاملات میں ہندوؤں کی غلامی سے خلاصی پاکر آزادانہ زندگی گزار سکیں۔

جب پاکستان بن گیا تو اِس سوچ کو دوام دینے کے لیے ہندوستان کو دُشمن ملک قرار دیا گیا اَور ہر چھوٹے بڑے اسکولوں اَور کالجوں کی کتابوں میں اِس مضمون کو شامل نصاب کر کے پڑھایا جاتا رہا ہے حتی کہ بھارت دُشمنی ایک قومی سوچ بن گئی جبکہ پاکستان کے بڑے بڑے روزناموں میں اِس نظریہ پر آئے دِن وسیع کالم شائع ہوتے رہے ہیں بالخصوص روزنامہ نوائے وقت نے تو اِس خدمت کو اَپنا اَوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ جب پرویز مشرف کے ہوائی جہاز کے کپتان کو نواز شریف حکومت کی طرف سے یہ آرڈر دیا گیا کہ جہاز کا رُخ موڑ کر اُس کو بھارت میں اُتار دیا جائے تو پاکستانی فوج اَور دیگر ذمہ دار ذرائع نے نواز شریف کے اِس اِقدام کی مذمت کی اَور اُن کو عار دِلاتے ہوئے یہی کہا گیا کہ

> ''اَگر فوج کے سالارِ اعظم کا جہاز دُشمن ملک ہندوستان میں اُتار دیا جاتا تو پاکستان کے لیے دُنیا بھر میں کس قدر رُسوائی کی چیز ہوتی۔''

اَب سوچنے کا مقام ہے کہ اِس عقل کے کورے اَور متعصب یہودی یا عیسائی سائنسدان کو سکولوں، کالجوں، عدلیہ، فوج اَور دیگر قومی اِداروں کی سوچ پر کوئی فکرمندی نہیں ہوئی لیکن مدارس کے بارے میں اِس کی نیند حرام ہوگئی۔

اَصل بات یہ ہے کہ یہود و عیسائی ہمیشہ سے اِس کوشش میں رہے ہیں کہ مسلمانوں کی اِسلام سے وابستگی اِتنی کم کردی جائے کہ اِسلام اِن کی نظر میں ایک غیر اہم چیز ہوکر رہ جائے تاکہ اِن کی آنے والی نسلوں کو باآسانی اِسلام سے برگشتہ کر کے دیگر باطل مذاہب کی راہ پر چلا دیا جائے، اُن کی اِس دیرینہ خواہش کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ دینی مدارس ہیں جو ہمیشہ کی طرح مسلمانوں کو زندگی کے تمام شعبوں سے کسی نہ کسی درجہ میں وابستہ رکھے ہوئے ہیں جس کی برکت سے وہ اِسلام اَور مسلمانوں پر حملہ آور اَور اِن خونخوار دَرندوں کے چنگل سے بچے ہوئے ہیں۔ اگر خدانخواستہ دینی مدارس نہیں رہتے تو مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے اِیمان میں تزلزل آجائے گا اَور اِن ہی خوفناک لمحات کے اِنتظار میں یہ تنگ نظر اَور متعصب یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، قادیانی اَور آغاخانی دَرندے منہ پھاڑے کھڑے ہوئے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کا بلکہ مسلمان حکومتوں کا اَوّلاً یہ مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اِن اِسلام دُشمن قوتوں کی سازشوں سے پوری طرح باخبر بھی رہیں اَور اُن کا منہ توڑ جواب بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ناپاک عزائم میں اُن کو نامراد فرما کر اہلِ حق کے مراکز کی حفاظت فرمائے، آمین۔

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درس حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللّٰہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری ومقبول فرمائے۔ (آمین)

زبانی اِقرار کے ساتھ دِل سے یقین بھی اِیمان کے لیے ضروری ہے
بیوی، بیٹا ضرورت کے رشتے ہیں اللہ ہر ضرورت سے بے نیاز ہے
اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات سے مخلوق کو حصہ دیا ہے، اَچھا اَخلاق اِیمانیات سے ہے

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 70 سائیڈ A 1987 - 05 - 31)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اِیمان کے تو ستر شعبے ہیں ستر شاخیں ہیں۔ ستر کا عدد اُردو میں بھی بولا جاتا ہے مراد بہت ہوتے ہیں تو اِیمان کے اِتنے شعبے ہیں اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِیمان والے آدمی کو یہ کام کرنے چاہئیں اَور دُوسرا مطلب یہ ہے کہ اِیمان والا آدمی جب اُس کے اَندر اِیمان آتا ہے تو خود بخود بہت سی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن اِس جگہ اِس حدیث شریف میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ اِیمان والے آدمی کو یہ کام کرنے چاہئیں اَور کہیں حدیثوں میں وہ آئے گا کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہوگا کہ اِیمان والا آدمی جب اِیمان سے متصف ہوتا ہے اَور اِیمان اُس کے دِل میں راسخ ہوتا ہے تو یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو کہیں یہ بتایا گیا ہے اَور کہیں یہ بتایا گیا ہے۔

یہ حدیث جو یہاں ہے اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں آقائے نامدار ﷺ

نے اِرشاد فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اِیمان ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اُس کی فَاَفْضَلُھَا اُس میں سب سے اَفضل یہ ہے قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اَفضل ترین تو یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے آدمی یعنی خدا کو ایک مانے۔ مخاطب جو تھے جناب رسول اللہ ﷺ کے اَور صحابہ کرام کے وہ لوگ مسلمان نہیں تھے کوئی عیسائی تھا کوئی یہودی تھا اَور بیشتر مشرک تھے۔

جو یہودی ہیں اُنہوں نے بھی شرک کیا ہے ایک طرح کا وہ کہتے ہیں کہ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔

اَور عیسائی کہتے ہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اُن کی والدہ خدا کی بیوی ہیں معاذ اللہ ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ جو یہ لوگ باتیں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اِن سے بلند و بالا ہے اللہ تعالیٰ کو حاجت نہیں ہے کہ بیٹا ہو اُس کا، حاجت نہیں ہے کہ بیوی ہو اُس کی، وہ بے نیاز ہے اِس لیے اللہ کی ذات پاک ہے اِس سے کہ وہ کسی کی بھی محتاج ہو، بیٹے کی ضرورت پڑتی ہے نام چلے اَپنا اَور خود فنا ہو جاتا ہے آدمی اَور بیوی کی ضرورت پڑتی ہے کہ اَولاد ہو تو اللہ تعالیٰ تمام ضروریات سے بے نیاز ہیں اُسکی ذاتِ پاک وہ ہے جو اَزلی ہے اَور اَبدی ہے ہم اُسے خدا مانتے ہیں۔

تو اَفضل ترین چیز تو یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے آدمی حدیث شریف میں یہاں فرمایا گیا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا تو مطلب یہ ہے کہ یہ جملہ زبان سے اَدا کرے اَور زبان سے اَدا کرنے میں بھی اِس میں ثواب ہے بار بار پڑھتے رہنے میں بھی ثواب ہے ایک مطلب تو یہ ہوا۔

دُوسرا مطلب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے یعنی بتوں سے اَور خدا کا کسی بھی طرح کا شریک ماننے سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات دونوں میں کوئی شریک نہیں ہے اُس کا، وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اُس کی ذات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے اَور اُس کی صفات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔ ''شریک نہ ہونے'' کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں ہے باقی اُس نے اِنسان کو اَپنی صفات میں سے عنایت فرمائی ہیں صفات۔ حدیث شریف

میں آتا ہے خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ [1] اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اَپنی صفات دے کر پیدا فرمایا تو اَپنی صفات میں سے کچھ حصہ عنایت فرمایا یہ اِسی طرح ہے جیسے آپ مدد چاہیں کہ بھائی فلاں آدمی میری مدد کرے میں چاہتا ہوں اِمداد کرے اَور آدمی درخواست کرتا ہے۔

کسی سے مدد طلب کرنے کا مطلب :

تو اَب یہ نہیں ہے کہ اُس نے اُس آدمی کو حاجت رَوا مان لیا اَور یہ بھی شرک کہلایا جائے یہ نہیں ہے ایک دُوسرے کے ساتھ مدد کرتے ہیں اَور اُدھر آیت پڑھتے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اِس آدمی سے جب مانگ رہے ہیں آپ، تو بھی یہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ نہیں کرسکتا بلکہ اَگر اِس کے دِل میں بات آئی تو وہ بھی اللہ ہی ڈالے گا اَور یہ مدد کے لیے تیار بھی ہو جائے کرنے بھی لگے تو بھی نہیں کر سکے گا جب تک خدا کی اِمداد شامل نہ ہو تو اَصل نظر مسلمان اللہ پر رکھتا ہے تو زبانی زبانی کوئی حرج نہیں ہے دُنیا کا دستور ہے اِسی طرح کا، اِس کو منع نہیں فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا معمولی حصہ مخلوق میں تقسیم فرمایا :

تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک اَور صفات اُسی طرح کی جیسے خدا کی ہیں ویسے (غیر اللہ کے لیے) ماننا یہ شرک ہے باقی یہ کہ اُن صفات میں سے اللہ نے حصہ دیا ہو، تو دیا تو ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے اَور اُس نے جو مخلوقات کو دی ہے تو وہ تھوڑا سا حصہ دیا ہے بہت تھوڑا سا حصہ جیسے سوواں حصہ دیا ہو اَور اِس ایک حصے کو بانٹا گیا ہے اِنسانوں پر بھی جانوروں پر بھی تو اِرشاد فرمایا کہ جانور یہ گھوڑا اَپنے بچہ پر زور سے کُھر نہیں رکھتا یہ گھوڑی ہے اُس کے بچہ پیدا ہو تو بچہ اُس سے کھیلتا ہے وہ کھیلتی رہتی ہے لیکن جو پاؤں رکھے گی تو ہلکے سے، تمام خلق میں یہی ہے، چڑیا ہے

---

[1] بخاری شریف کتاب الاستئذان رقم الحدیث ۶۲۲۷

بے چین ہوتی ہے بے تاب ہوتی ہے لا کے وہاں سے اَور اُس کو چُگا دیتی ہے اُس کے منہ میں دیتی ہے کیونکہ بچہ چُگنے کے قابل نہیں جب وہ بڑا ہوجاتا ہے اُڑنے لگتا ہے پھر اِطمینان ہوجاتا ہے، بلی ہے اُس کے بچوں کی آنکھیں ہی نہیں کھلتی ہاں وہ دُودھ پینا ضرور جانتا ہے وجود میں آگئے ہیں تو جتنی ضرورت ہے اُتنا شعور اُن کو دے دیا گیا ہے ضرورت اِس چیز کی ہے کہ بھوک لگے تو کھالو پی لو تو بس وہ ماں کا دُودھ پینا جانتے ہیں اَور آنکھیں بند اَور ماں اُنہیں چاٹتی رہتی ہے اَور کسی کو پاس نہیں آنے دیتی کہ میرے بچوں کو نقصان نہ پہنچادے کوئی بلا بلی، سب سے لڑتی ہے بڑی حفاظت کی جگہ جا کر بچے دیتی ہے چڑیاں بھی بڑی حفاظت کی جگہ جہاں بلی نہ پہنچ سکتی ہو کوئی اَور جانور اُوپر سے حملہ آور ہونے والا نہ آسکے (وہاں اَنڈے بچے دیتیں ہیں)۔

ایک صحابی نے چڑیا کے بچے پکڑے تو ماں اُن کی پیچھے پیچھے آگئی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لے کر آگئے وہ بھی پیچھے پیچھے تو رسول اللہ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا، اُن کو فرمایا کہ اِنہیں وہیں چھوڑ کر آؤ وہیں رکھ کر آؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت تقسیم کی ہے ماں بے چین ہوگئی اُن کے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے، ورنہ چڑیا آدمی کے پیچھے پیچھے کہاں جاتی ہے وہ تو بچوں کے پیچھے پیچھے آئی تھی وہ اپنی جھولی میں یا کپڑے میں ڈال کر لے آئے تھے، اُسے نظر آرہا تھا کہ یہ ہیں میرے بچے۔

اَور آقائے نامدار ﷺ کا رحمت للعالمین ہونا بھی معلوم ہوتا ہے یہ نہیں کہ آپ اِنسانوں ہی پر رحمت فرماتے ہیں بلکہ جانوروں پر بھی کیونکہ اِرشاد فرمایا کہ وہیں لے جاؤ وہیں رکھ کر آؤ اِسے، یہ اِس کی ماں ہے بے تاب ہے یہ بھی نہیں فرمایا کہ سب کو ذبح کر لو حالانکہ حلال ہیں ناجائز تو نہیں مگر نہیں فرمایا، یہی فرمایا جو اُس وقت کے مناسب ترین چیز تھی اَور جس میں رحمت اَور شفقت شامل تھی کہ اِنہیں وہیں پہنچا آؤ تو حق تعالیٰ نے رحمت تقسیم فرمائی ہے سب مخلوقات میں اَور جانوروں میں۔

رسول اللہ ﷺ نے مثال کے طور پر گھوڑے کا ذکر فرمایا ہے اَور گھوڑے کا پاؤں بھی سخت

ہوتا ہے اُس کا تو پنجہ بھی نرم نہیں ہے بلی کا تو گدّے جیسا ہوتا ہے مگر وہ (گھوڑی) اَپنے بچے پر پاؤں جو رکھتی ہے وہ بڑی نرمی سے رکھتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اَپنی صفات میں سے حصہ تو بانٹا ہے سب جگہ مگر یہ مطلب تو نہیں کہ جتنا خدا رحیم ہے اِتنا کوئی اَور ہو گیا یہ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جو صفت ہے وہ صفت سب سے بلند ہے اُس میں کوئی شریک نہیں ماں باپ ہیں اَولاد کو کھلاتے ہیں پلاتے ہیں منہ میں لقمے دیتے ہیں اَور قرآنِ پاک میں آیا ہے رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا اِن دونوں نے مجھے چھوٹے سے کو تربیت دی ہے پالا ہے دُعا کرے کہ اللہ تو ماں اَور باپ پر رحمت فرما جیسے اِنہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے رَبِّ ارْحَمْھُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا تو ایسے کہ ذرا سی پھانس بھی چبھ جائے تو ماں باپ بے چین ہو جاتے ہیں اَور بڑا خیال رکھتے ہیں سردی کا گرمی کا راتوں کو اُٹھ کر دیکھتے ہیں کہ ٹھنڈ تو نہیں لگ رہی وغیرہ وغیرہ تو دُعا جو بتائی گئی ہے اَولاد کو ماں باپ کے لیے وہ یہ دُعا بتائی کہ جیسے اِنہوں نے میرے ساتھ شفقت کی ویسے تو اِن کے ساتھ شفقت فرما رحم فرما اِن پر۔

تو یہاں ''رب'' کا لفظ بولا گیا تربیت کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن ''رب'' نہیں بن گیا یہ، رب تو وہی رہا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ جو اُس کی صفت ہے اُس میں کوئی شریک نہیں ہے ہاں جو اُس نے بانٹ دی ہے جتنا حصہ دے دیا ہے اُس کا اِنکار بھی نہیں بتایا گیا۔

تو مشرکین کو اِیمان بتلایا گیا ہے اَور مشرک تقریبًا سب ہی ہو گئے کوئی کم کوئی زیادہ، یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو مانا خدا کا بیٹا تو عیسائیوں نے اُن سے آگے بڑھ کر حضرت مریم علیہا السلام کو بھی بیوی مان لیا لیکن یہ دونوں کے دونوں یہ کہتے تھے کہ یہ دونوں مل کر ایک ہی ہیں، ہیں ایک ہی اَور اِسی طرح سے تینوں کو ملا کر عیسائی کہتے ہیں یہ ایک ہی ہیں اَب اُن سے مناظرے بھی بتیرے ہوتے رہتے ہیں کہ بھائی تین نہ کہو یا ایک نہ کہو یہ کیا بات کہ ایک بھی ہے اَور تین بھی ہیں وغیرہ وغیرہ بہت قسم کے مناظرے بڑے لمبے لمبے بڑے معقول۔

پتھر اَور گائے کے گوبر کی پوجا :

تو مشرکینِ مکہ اَور دُوسرے سارے مشرکین ہندو وغیرہ جتنے بھی ہیں یہ سب بہت زیادہ چیزوں کو شریک مانتے ہیں جہاں قدرت کا مظاہرہ ہو رہا ہو بس اُسی کو یہ پوجنا شروع کر دیتے ہیں عبادت کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ وہ مَظْہَرِ قدرت ہے جیسے دَریا ہے مَظْہَرِ قدرت ہے یا اَور کوئی عجیب چیز یا کوئی عجیب الفوائد درخت ہے وہ مظہرِ قدرت ہے کہ اللہ نے بنایا ہے اُس کو ایسے اَور یہ صفات بخشی ہیں نہ یہ کہ وہ خود خدا ہے تو اُس کو پوجنا ڈنڈوت کرنا اُس کے آگے جھکنا اُس کو سجدہ کرنا وغیرہ یہ اِن لوگوں میں بھی ہے اُن لوگوں میں بھی تھا اَب ہندوؤں میں جیسے گائے کا گوبر ہوتا ہے اُس پر وہ ڈال دیتے ہیں سیندور وغیرہ پھر ڈنڈوت شروع کر دیتے ہیں کچھ آگے جھک جاتے ہیں اُس کے اُن کے ہاں بھی اِسی طرح کا تھا سلسلہ کہ کوئی خوبصورت سا پتھر ملا وہ جیب میں ڈال لیتے تھے بس اُسی کی پوجا کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہیں اَور ہمیں مل جاتا تھا اُس سے بھی خوبصورت اَور عمدہ پتھر تو پھر اِسے پھینک دیتے تھے دُوسرا لے لیتے تھے۔

اِسی طرح سے عبادت کا حال تھا کہ جب عبادت کو دِل چاہتا تھا اُن کا نہ پاکی جانتے تھے نہ ناپاکی جانتے تھے نہ وضو جانتے تھے نہ نہانا نہ کپڑوں کی پاکی نہ بدن کی کچھ بھی نہیں جانتے تھے دِل چاہا عبادت کرنے کو تو کوئی جگہ نہیں ملی کوئی چیز نہ ملی بکریاں ہوتی تھیں ہر ایک کے پاس وہ تو گویا اُن کا راشن ہے ہر وقت کا کھجور یا بکری کچھ نہ ملے یہ کھجور اَور بکری کا دُودھ وہ کہتے تھے کہ پھر ایسے کر لیتے تھے کہ ڈھیری بنالی ریت کی اُس پر بکری کا دُودھ چولیا تھوڑا سا اَور پھر گرد اُس کے طواف کر لیا گویا دِل چاہا عبادت کرنے کو تو ایسے عبادت کی۔

خدا کی عبادت فطری تقاضا :

اچھا کچھ ہے بات ایسی کہ اِنسان چاہتا ہے فطرت میں اللہ نے رکھا ہے کہ خدا کو مانو اَب چونکہ جہالت شامل ہو جاتی ہے تو خدا کو صحیح ماننا نہیں رہا اَور شیطان آجاتا ہے تو خدا کو صحیح ماننے کے طریقے

میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے اَنبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام آتے رہے اَور اَب اِس اُمت میں دین ہی محفوظ رکھ دیا گیا کہ جو چاہے پڑھ لے جو چاہے پڑھ کر عالم ہو جائے جو چاہے پڑھ کر تبلیغ شروع کر دے دعوت دے مناظرے کرے اَب اللہ نے اِس اُمت کے لیے اَنبیاء کرام ختم کر دیے کیونکہ یہ دین سارے کا سارا اللہ کو محفوظ رکھنا تھا اَور محفوظ رکھا اَور اَب تک چلا آ رہا ہے۔

زبان سے اَدا کرتے وقت دِل میں یقین بھی ضروری ہے :

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ اِیمان کے بہت سے شعبے ہیں شاخیں ہیں سب سے اَفضل قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے، زبان سے کہنا اِس طرح پر نہیں کہ کسی کو بہکانے کے لیے ہو، نہیں بلکہ دِل اَور زبان ملا کے ہو اگر دِل اَور زبان ملی ہوئی نہیں ہے تو قرآنِ پاک میں ایسے لوگوں کو منافق کہا گیا ہے یہ ''کفرِ نفاق'' ہے کہ زبان سے تو کہہ دیا اَور دِل میں اَبھی تک وہ بت پرستی ہے تو وہ تو نفاق کہلائے گی۔

اِسی طرح اگر کسی کے دِل میں اِیمانی چیزوں کا یقین ہے لیکن اِنکار پھر بھی کرتا ہے وہ کیا ہے تو وہ بھی کافر ہی ہے قرآنِ پاک میں آیا ہے وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ اِنکار کرتے ہیں اَور دلوں میں اِن کے یقین ہے اَور اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَھُمْ جنہیں ہم نے کتاب (توراۃ و اِنجیل) دی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو آج اِس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹے کا بیٹا ہونا کوئی جانتا ہو اِس طرح سے رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہیں، بیٹے کا بیٹا ہونا تو جانتا ہے آدمی پیدائش سے لے کر اَور بڑے ہونے تک۔ اُس وقت تک وہ چیزیں محفوظ تھیں اُن (اہلِ کتاب) کے یہاں کتابوں میں۔

تو رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے حالات اِس طرح ہوں گے اُن (کتبِ سماویہ) میں مذکور کہ پیدائش سے نبوت کے دعوے تک رسول اللہ ﷺ کے حالات پر منطبق ہو جائیں اَور کسی کا

حال منطبق نہ ہو تو اگر کوئی دِل میں یقین رکھتا ہے زبان سے نہیں مانتا تو بھی قرآنِ پاک میں ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہے جیسے کہ وہ جو زبان سے کہہ رہا ہے اَور دِل میں کفر ہے وہ غیر مسلم ہے منافق ہے یہاں جو فرمایا گیا اَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ قول بمعنٰی زبان سے کہنا فقط نہیں ہے بلکہ زبان سے کہنا وہ کہنا اُس طرح کہنا کہ دِل میں بھی وہی ہو، دِل اَور زبان ایک ہوں تو سب سے بڑی اَور اَوّل چیز یہ ہے اَوّل کیوں ہے ؟ اِس واسطے کہ ساری بنیاد ہی اِس پر ہے جب وہ خدا کو ایک مان لے گا تو اِیمان ثابت ہوا جب اِیمان ثابت ہوگا تب حکم ہوگا کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوۃ دو، حج کرو یا اَور نیکیاں کرو اِس لیے اَفْضَلُهَا تو وہ ہوا۔

حسنِ خُلق اَور مخلوق کا بھلا چاہنا اِیمانیات سے ہے :

اَور کم سے کم (درجہ اِیمان کا) کیا ہے ؟ کم سے کم میں رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں بتایا کہ نمازیں پڑھے یا یہ کرے نہیں بلکہ عام مخلوق کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے وہ بتایا ہے ہمارے خیال میں بھی نہیں آتا کہ کسی سے اچھے اَخلاق سے بات کرنا ثواب کی بات ہے حالانکہ بہت بڑے ثواب کی بات ہے دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ [1] اَخلاق سے بات کرنا ایسی بڑی چیز ہے کہ جیسے رات بھر عبادت کی ہو اَور دِن بھر روزہ رکھا ہوا یسے ہے۔ تو ہم اِسے سمجھتے ہی نہیں کہ یہ ثواب ہے حالانکہ ہم ثواب کی نیت سے حسنِ اَخلاق اگر اِختیار کریں تو کایہ پلٹ جائے ہماری خود بخود۔ ہر وقت ہمیں ثواب ملحوظ ہوگا اَور غصہ بھی آتا ہوگا وہ بھی دبائیں گے کیونکہ ثواب ملحوظ ہے یہاں۔ فرمایا گیا اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ [2] کم سے کم درجہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف کی چیز ہٹا دے، کانٹا ہے آدمی کے اُلجھ جائے گا یا چبھ جائے گا، شیشہ پڑا ہوا ہے ننگے پاؤں جو گزرے گا وہ زخمی ہو جائے گا اِینٹ پڑی ہے کمزور نظر والا گزرے گا ٹھوکر لگے گی اِن چیزوں کو ہٹا دینا راستے سے (یہ اِیمان کا اَدنیٰ درجہ ہے)۔

---

[1] شرح السنة للبغوی کتاب الاستئذان رقم الحدیث ۳۵۰۰

[2] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵

اَچھا کام جہاں بھی ہوگا اِسلامی تعلیمات سے متعلق ہوگا :

آپ سنتے ہیں یہ مہذب ہوگئے وہ ہوگئے چھلکا ہٹا دیتے ہیں خود ہی سڑکیں صاف رکھتے ہیں چین کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ عمل وہاں ہورہا ہے جبکہ تعلیم یہاں ہے اَور ساتھ بے عملی یہاں ہے، ہے وہ یہی چیز جہاں بھی کہیں آپ کوئی تعریف کی چیز دیکھیں گے بشرطیکہ وہ اَز قسم بے حیائی اَور عریانی نہ ہو کیونکہ یہ تو کافروں میں پائی گئی ہے جس چیز کو سب اچھا کہتے ہوں وہ کہیں اگر نظر آئے گی تو وہ اِسلام کی ہے۔

راستہ چلتے ہوئے کھانا منع ہے :

تو یہاں فرمایا گیا راستے میں کوئی چیز ہو تکلیف دہ وہ ہٹا دی جائے چھلکے ڈال دیتے ہیں کھاتے گئے ڈالتے گئے راستہ چلتے چلتے کھاتے ہیں حالانکہ راستہ چلتے ہوئے کھانا بھی منع ہے بلکہ ایسے آدمی سے تو محدثین حدیث بھی نہیں لیتے تھے کیونکہ راستہ میں کھانا سب کے سامنے کھانا ایک طرح کی بے شرمی ہے اَور بے شرمی جس میں ہو وہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے تو ممکن ہے یہ حدیث میں کوئی لفظ بڑھا دے یا گھٹا دے اِس واسطے اُس کی حدیث نہیں لیتے تھے۔

اچھا یہ کہ چلتے ہوئے نہیں کھانا چاہیے مگر یہ کہ آپ نے کہیں چھلکا دیکھا ہے پڑا ہوا تو چھلکا تو کانٹے سے بھی زیادہ خطرناک چیز ہے لوگ پھسل جاتے ہیں اَور ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے تو اُس کو ہٹا دینا محض اِس لیے کہ اللہ خوش ہوگا (بظاہر) جوڑ سمجھ میں نہیں آتا یہ تو آدمی کا کام کر رہے ہیں آپ لوگوں کا کام کر رہے ہیں مگر اللہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ نہیں یہ خدمتِ خلق جو کر رہے ہو اِس سے خدا خوش ہوتا ہے یہ جو تم کام کرتے ہو دِن رات اُن کاموں میں خدا کی (رضا کی) نیت رکھو بس، تو اَب تم راستہ چلتے ہوئے اگر کوئی اِینٹ ہٹا دیتے ہو چھلکا ہٹا دیتے ہو کانٹا ہٹا دیتے ہو کوئی گڑھا ہے وہ بھر دیتے ہو تو یہ نہیں ہے کہ تم برے بن گئے بھنگی بن گئے اَور یہ سوچو کہ ہماری شان سے ہٹی ہوئی بات ہے یہ غلط بات ہے بلکہ یہ کرو، کس لیے ؟ تاکہ دُوسروں کو فائدہ پہنچے اِس سے کیا ہوگا ؟ اِس سے خدا راضی ہوگا فائدہ اِنسان کو پہنچ رہا ہے پتہ نہیں وہ ہندو ہی ہو مسلمان نہ ہو کافر ہو عیسائی ہو کوئی اَور بلا ہو لیکن فائدہ اِنسان کو پہنچ رہا ہے اِس لیے یہ ہے کہ

تمہیں ثواب ہے خدا راضی ہوگا۔

تو سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اَفضل ترین جو چیز ہے اِیمان کا شعبہ وہ تو قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے کیونکہ اُسی پر مدار ہے ساری چیزوں کا، نجات کا بھی بخشش کا بھی اَور کم سے کم جو اُس کا درجہ ہے وہ یہ ہے کہ راستہ سے کوئی چیز ہٹا دو جو تکلیف دہ ہوتی ہو لوگوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلامی اَحکام پر چلنے اَور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..............

اِنتقالِ پُرملال

تاخیر سے موصول ہونے والی اِطلاع کے مطابق برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی صاحبزادی صاحبہ گزشتہ سے پیوستہ ماہ اِنتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ اِس سانحہ پر حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اَور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اَور مرحومہ کی مغفرت کی فرما کر آخرت کے بلند ترین دَرجات عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مدظلہم اَور دیگر سوگواروں کی خدمت میں اہلِ اِدارہ تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

۱۷ رجون کو محترم اَلحاج مبشر باجوہ صاحب کے جواں سال بھانجے اَچانک وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اَور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر۵۳ ، قسط : ۲

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہٗ

ایک جامع صفات شخصیت

تصوف، تدریس اَور اِفتاء :

بہارِ عالم حُسنَش دو عالم تازہ میدارد
برنگ اَربابِ صورت را ببو اَربابِ معنٰے را

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۱ء میں فراغت کے بعد بہت محنت سے تمام علوم کی تدریس میں مشغول رہے لیکن عشقِ مذہب اَور حبِ وطن کے تقاضوں کے تحت سیاست میں بھی حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اَور اَسیر رہے۔

۱۹۴۱ء کے بعد ہی کا زمانہ ہے جب حضرت مفتی صاحبؒ نے اَپنے علاقہ کے ایک بزرگ شیخ طریقت سے منازلِ سلوک طے کیں اَور طریقۂ نقشبندیہ میں مجاز ہوئے۔

مفتی صاحبؒ کے آخری دَور کی سیاسی شہرت سے خیال ہوتا ہے کہ وہ ایک سیاسی لیڈر ہی تھے حالانکہ وہ بہت بڑے مدرس بھی تھے۔ حدیث، تفسیر، فقہ کے علاوہ فلکیات، فلسفہ اَور منطق کے بہت قابل ترین اُستاذ تھے۔ حق تعالیٰ نے سب علوم میں کمال اَور دِقّتِ نظر سے نوازا تھا وہ اِس دَور کے بہت ہی بلند پایہ فقیہ و مفتی بھی تھے۔ اِن مشاغل کے ساتھ منصبِ اِفتاء پر بھی فائز رہے اَور مدرسہ قاسم العلوم

میں اِن کے ہاتھ سے بیس ہزار سے زائد فتاوی تحریر ہوئے۔

اِن سب کمالات میں جان ڈالنے والی چیز تقوی اَور وہ معرفتِ اِلٰہیہ تھی جو ذکر اِلٰہی اَور مراقبات سے مبدءِ فیاض سے عطا ہوا کرتی ہے۔ ایسا اِنسان ضرور مافوق الفطرت ہو جاتا ہے ۔

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰـہٖ
وَ نُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصٖ

رُؤیتِ ہلال، عائلی قوانین، مشینی ذبیحہ وغیرہ ایسے مسائل تھے جو پوری قوم سے تعلق رکھتے تھے جب اُنہوں نے اِن مسائل پر رائے دی تو وہ اَخبارات میں شائع ہوئی اَور اُن کی بالغ نظری اَور بلند ترین فقہی مقام مُلک کے سب علماء کے سامنے آیا اَور اَب آخر میں مسائلِ زکوۃ پر گفتگو چل رہی تھی۔

غرض بنیادی طور پر حضرت مفتی صاحب ؒ ایک اَعلیٰ مدرس، فقیہ وقت، عارف باللہ اَور متقی تھے۔ لیکن اَیوب خاں کے آخری دَور سے قیادتِ حزبِ اِختلاف اَور قیادتِ تحریکِ نظامِ مصطفٰی تک وہ عوام میں بحیثیت لیڈر معروف ہوگئے۔ اَور یہ حقیقت ہے کہ اُن کی کامیاب قیادت مذکورہ بالا بنیادوں پر مبنی تھی۔ اگر کوئی اُن جیسا بننا چاہے تو اُسے یہی راہ اِختیار کرنی ہوگی ورنہ وہ فقط سیاسی شخص ہو کر رہ جائے گا اُن کی زندگی اُن کے بعد والوں کے لیے سبق ہے اَور اُصولاً یہی مذہبی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

اِحیاءِ جمعیۃ :

حضرت مفتی صاحب ؒ کا تعلق اَکابر جمعیۃ علماءِ ہند سے تھا وہ سب حضرات مذکورہ بالا اَوصاف کے حامل تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اِس جماعت سے تعلق رکھنے والے بزرگ شیخ التفسیر حضرت مولانا اَحمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مغربی پاکستان کے قلب ''لاہور'' میں تشریف فرما تھے۔ مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی، مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی اُسی جمعیۃ کے پرانے اَرکان وعہدہ داران رہ چکے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے اِن سب حضرات کو ملتان میں جمع کیا اِن کے ساتھ پورے مُلک کے چیدہ چیدہ علماء کو بھی مدعو کیا۔ اَراکین جمعیۃ علمائے اِسلام (جنکے قائد علامہ شبیر اَحمد عثمانی

رہ چکے تھے) کو بھی مدعو کیا۔

یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے میں خود بھی اِس میں شریک تھا یہ اِجلاس حاجی باران خاں کی زیرِ تکمیل کوٹھی میں ہوا۔ حضرت مولانا اَحمد علی صاحب کو اَمیر منتخب کیا گیا اَور دیگر عہدہ دَاران کا بھی اِنتخاب ہوا، اِجلاس میں شریک مولانا غلام غوث صاحب کو ناظم منتخب کیا گیا۔

یہ سب کارروائی مولانا مفتی محمود صاحب نے کی تھی جو وقت اَور ضرورت کے عین مطابق تھی۔ کام کرنے والے سب علماء مجتمع ہو گئے اَور جمعیۃ کا اِحیاء ہو گیا۔ خداوند کریم نے مفتی صاحب ؒ کی اِس کوشش کو بار آور فرمایا۔ علماء اِن حضرات کی سرکردگی میں دینی اَور سیاسی خدمات اَنجام دیتے رہے مفتی صاحب کی اپنی جماعت یہی تھی اَور ہے اَور اِنشاء اللہ رہے گی۔ یہ جماعت اُن کے ''باقیات الصالحات'' میں سے ہے اَور اُن کے لیے صدقۂ جاریہ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ

حضرت مولانا اَحمد علی صاحب ؒ تحریک شیخ الہندؒ میں کام کر چکے تھے اَنگریزوں کی سی آئی ڈی کی رپورٹ میں اِن کے بارے میں لکھا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :

''مولوی عبداللہ سندھی کابل میں مولوی عبیداللہ سے جو فتاوی اَور خطوط لایا تھا وہ ایم اَحمد علی کے لیے تھے جس نے تمام خطوط وغیرہ مکتوب الیہم میں ٹھیک تقسیم کرادیے تھے اُس کا رابطہ محی الدین عرف برکت علی بی اے آف قصور، خواجہ عبدالحیٔ آف گوردَاسپور، ڈاکٹر صدرالدین، اَبوالکلام آزاد، حسرت موہانی وغیرہ وغیرہ سے تھا۔'' جنودِ ربانیہ'' [1] کی فہرست میں وہ کرنل ہے، بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ایم اَحمد علی اِتحادِ اِسلامی کی سازشِ جہاد کا ایک سرگرم ممبر تھا۔ نَظَارَۃُ الْمَعَارِفْ میں اُس کی رہائشگاہ وقتاً فوقتاً سازشوں کے لیے ملنے اَور

---

[1] جنودِ ربانیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خفیہ تنظیم کا نام ہے جس میں جناب حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے عہدہ پر فائز تھے وہ جنودِ ربانیہ میں لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ (تحریک شیخ الہندؒ ص ۴۲۶) کوہستانی مُلا یا فقیر جو سوات میں ''سنداکی مُلا'' کے نام سے معروف تھے، جنودِ رَبانیہ کے لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ (تحریک شیخ الہند ص ۴۳۹)

سازشیں گھڑنے کے لیے مرکز کا کام دیتی تھی اَور آزاد علاقہ کو جانے اَور وہاں سے آنے والے سازشی اِس میں ٹھہرا کرتے تھے۔''

تحریک شیخ الہندؒ ص ۳۹۱ (اِنڈیا آفس لندن میں محفوظ ریکارڈ کا اُردو ترجمہ)

اِس وقت موجودہ حضرات میں حضرت مولانا اَحمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی اِمارتِ جماعت کے لیے سب سے موزوں تھے اُنہیں ہی اَمیر منتخب کیا گیا دیگر عہدہ دَاران کا بھی اِنتخاب ہوا۔

اِسلامی طرزِ سیاست :

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس جماعت کے ساتھ زمانۂ طالب ِعلمی سے وابستہ ہوئے تھے وہ یہی جماعت تھی، علم اَور تقوے کی طرح سنجیدگی اَور اِعتدالِ فکر اِس جماعت کی شان رہی ہے۔

(۱) اِس جماعت میں علماء کی طرح سجادۂ نشین حضرات اَور دیگر تعلیم یافتہ طبقے اَور عوام سب ہی شامل رہتے آئے ہیں۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کی حیات ِطیبہ اَور اُن کی ''تحریک ریشمی رُومال'' کے مطالعہ سے جمعیۃ کے ماضی قریب کی معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔

(۲) اِس جماعت میں ہمیشہ بکثرت اہل اللہ شامل چلے آئے ہیں۔

(۳) اَفراط وتفریط، بدزبانی، بیہودہ گفتگو، ترش رُوئی، سب وشتم، تکفیر وغیرہ جیسی چیزیں اِس جماعت کے مزاج کے خلاف ہیں۔ اِیثار وقربانی، بےلوثی، للّٰہیت اِس کا طرۂ اِمتیاز ہے۔

<u>جبکہ آج کل مسلم ممالک میں بھی اَنگریزی سیاست ہی مروج ہے جس میں اِفراط وتفریط، بدزبانی، جھوٹ وغیرہ سب لوازم سیاست میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اِس قسم کی سیاست سے اِسلام نے منع کردیا ہے یہ آج سے چودہ سو سال پہلے بھی کافروں کی سیاست تھی اَور آج بھی ہے مگر اِسلام نے اِسے سمجھنا ضروری اَور اِس کا اِستعمال ممنوع قرار دیا ہے۔</u>

آخری دَور میں آپ نے دیکھا کہ بھٹو صاحب نے دَولتانہ، قیوم خاں وغیرہ کا کس کس قسم کا مذاق اُڑایا اَور پھر اُنہیں ہی عہدے دیے۔ یہی آج کل کی رائج الوقت سیاست ہے۔ کہا جاتا ہے :

''سیاست میں کوئی چیز حرفِ آخر نہیں ہوتی ''

غیر اِسلامی سیاست کا یہ (اُصول) وہ پھاٹک ہے جس میں عہد شکنی بھی داخل ہے۔

اِسلام نے اِس کے بالمقابل ایک اُصول بتلایا ہے کہ غیر مسلموں کے عہد و پیمان پر بالکل بھروسہ نہ کرو لیکن اَخلاقی برتری قائم رکھتے ہوئے خود کوئی عہد شکنی نہ کرو۔ عہد شکنی اَکبر کبائر میں ہے۔ معاہدہ کے بعد اُن پر اَچانک حملہ نا جائز ہے۔

اِسلام کا ''مارشل لاء'' اَور ''خارجہ معاملات'' کس قسم کے ہوں اِس کے متعلق اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ''سِیَرِ کَبِیْر'' ملاحظہ ہو شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح سمیت یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔

ہمارے اَکابر کا اُصول وہی رہا ہے جو اِسلام نے بتلایا ہے کہ کافروں کے مکر و فریب دَاوٴ پیچ کو سمجھو اَور اُن کے وعدوں وغیرہ پر اِعتماد نہ کرو، بدزبانی اَور لغویات سے اِحتراز کرو۔ اِیثار و للّٰہیت اَور بے لوثی پر عمل پیرا رہو۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت تھی اُن کا طرزِ سیاست جو پُر اِعتدال تھا اُنہوں نے اَپنا رکھا تھا اُن کا پر اِعتدال ہونا لفظی دعوی نہیں ہے ایک حقیقت ہے اِس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

(الف) پاکستان بننے کے وقت جمعیۃ علماءِ ہند کا نظریہ یہ تھا کہ تقسیمِ مُلک نہ ہو۔ جن صوبوں میں مسلمان اَکثریت میں ہیں وہ اَلگ مُلک بن جانے کے بعد بقیہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ اَور یہ ساڑھے چار کروڑ بھارت میں رہ جانے والے مسلمان جو پہلے ہی اَقلیت میں ہیں اَور کمزور ہو جائیں گے۔ اِس لیے تقسیمِ مُلک سارے مسلمانوں کے لیے مفید حل نہیں ہے بلکہ چار پانچ اُمور کے سوا جن میں دفاع وغیرہ شامل تھا باقی اُمور میں صوبوں کی خود مختاری اَور مرکز میں پینتالیس فیصد مسلمانوں کی شمولیت زیادہ مفید حل ہوگا۔ اَور بہت دفعہ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ مسلم لیگ اَور پورے ہندوستان کے مسلمان دَانشور جمع ہو کر اِس پر غور کریں پھر جو فیصلہ ہوگا ہم بھی اُس میں آپ کے ساتھ ہوں گے سب مِل کر کام کریں گے۔

ملاحظہ فرمائیں : ''کشفِ حقیقت'' تحریر حضرت مولانا اَلسیّد حسین اَحمد اَلمدنی رحمہ اللہ۔

اُس وقت اِتنے زیادہ اِختلاف کے موقع پر کھلے اَلفاظ میں دعوتِ غور وفکر دینا اَور کھلے دِل سے ساتھ دینے کا وعدہ شائع کرنا نہایت دَرجہ اِعتدال پسندی ظاہر کرتا ہے، اِسی طرح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات میں اِختلاف کے باوجود کئی جگہ یہ ذکر بھی موجود ہے کہ مسلم لیگ کے ذمہ دار حضرات کشمیر بھی پاکستان میں داخل کریں کیونکہ پاکستان میں ''کاف'' کشمیر کا ہے۔ اُنہوں نے جالندھر ڈویژن کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ تقسیم کا اُصول تسلیم کر لیے جانے کے بعد اِس ڈویژن میں یہ اُصولی سوالات اُٹھیں گے۔ سب کے علم میں ہے کہ اِس کے بالمقابل مسلم لیگ کا نظریہ تھا کہ تقسیمِ ملک ہو۔ مسلم لیگ اِلیکشن میں کامیاب ہوگئی (اَور) تقسیم منظور ہوگئی۔

(ب) مولانا اَبو الکلام آزاد کانگریس میں کام کرتے تھے لیکن وہ اِبتدائی دَور میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کے اہم ممبر رہے تھے۔ اُس وقت اُن کے بارے میں اَنگریز کی سی آئی ڈی رپورٹ یہ تھی :

''محی الدین کنیت، اَبوالکلام آزاد ''اَلہلال'' کا بدنام اَیڈیٹر، اَنجمن حزب اللہ اَور کلکتہ دارُ الارشاد کالج کا بانی، دِلی کا باشندہ ہے لیکن تعلیم عرب میں پائی ہے، اِنتہائی درجہ میں اِتحادِ اِسلامی کا حامی ہے نہایت کٹر اَنگریز دُشمن اَور بے حد متعصب ہے۔ دیوبند کی سازشِ جہاد کا نہایت سرگرم رُکن تھا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ حالیہ شورش میں اِس نے ہندوستانی متعصبوں کو روپے کی اَور دُوسری طرح کی مدد دی ہے۔ جنودِ ربانیہ کی فہرست میں لیفٹیننٹ جنرل ہے۔'' (تحریکِ شیخ الہند ص ۳۸۸)

کہنے کی بات یہ ہے کہ جس وقت مسلم لیگ اِلیکشن میں کامیاب ہوگئی تو وہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مان لی گئی۔ مولانا آزاد نے اپنی رائے جو حدودِ پاکستان کے بارے میں تھی مسلم لیگ کے اَعلیٰ ذمہ دار حضرات تک پہنچائی کہ پنجاب کی تقسیم ہرگز نہ مانیں۔ اِختلاف کے باوجود اُن کے نزدیک جو بہترین رائے ہوسکتی تھی وہ اُنہوں نے پیش کی یہی وہ اِعتدالِ فکر ہے جو اِس جماعت کا اَور اِس جماعت سے قریب یا متعلق حضرات کا خاصہ رہا ہے۔ (مولانا آزاد کا اِتنا تعلق جمعیۃ علماء سے

تاحیات رہا ہے کہ وہ کبھی کبھی اِس کی مجلسِ شوری میں شرکت کرتے رہے ہیں)

(ج) مولانا آزاد سے قریبی تعلق رکھنے والے سینکڑوں اَفراد پاکستان آئے ہیں اُن سے مل کربھی آئے ہیں اُن سے اِجازت لے کربھی آئے ہیں اُنہوں نے ہر بااَثر کارکن کو یہی ہدایت کی ہے کہ وہ پاکستان جا کر اِس کے اِستحکام اَور مضبوطی کے لیے کوشاں رہے۔

(د) حضرت مولانا اَلسیّد حسین اَحمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ /اگست ۱۹۴۷ء تک پاکستان بننے کی مخالفت کرنے والوں میں سب سے آگے تھے وہ کہتے تھے کہ اِس سے اِسلام اَور مسلمانوں دونوں کو سخت نقصان پہنچے گا لیکن ۱۴ /اگست کے بعد اِسی پاکستان کو اِس کے بن جانے کے بعد تسلیم کرلیا اَور جب کسی نے ایک مجلس میں پوچھا کہ حضرت پاکستان کے لیے اَب آپ کا کیا خیال ہے تو حسبِ معمول سنجیدگی و بشاشت سے فرمایا کہ :

'' مسجد جب تک نہ بنے اِختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ بن گئی تو مسجد ہے ''

(شیخ الاسلام نمبر اَلجمعیۃ دہلی ص ۱۷ کالم نمبر۱)

(ہ) نواب زادہ لیاقت علی خاں شہید ہوئے تو اِس پر بعض حضرات نے کہا کہ مقتولین فی سبیل اللہ میں اِن کا شمار نہیں ہے اِس لیے وہ شہید نہیں ہیں۔ سیّد رشید الدین صاحب نے ظہر بعد مجلس میں جب معترضین بھی تشریف فرما تھے باآوازِ بلند تفصیل کے ساتھ اِستفسار کیا۔ حضرت نے فرمایا :

'' کون جاہل اِس میں شک کرتا ہے بیشک وہ شہید ہوئے ''

(روزنامہ اَلجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۲۳ کالم نمبر۴)

نواب زادہ لیاقت علی خاں مرحوم سہارنپور کے متصل ضلع کے رہنے والے تھے، بہت مخالفت رہی تھی لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اِعتدال و اِنصاف ملاحظہ ہو۔

برکفے جام شریعت برکفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

حدیث شریف میں آتا ہے کہ کامل الایمان شخص کو اِتنا منصف مزاج ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آپ سے بھی اِنصاف کرنے لگے۔

وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلٰثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْاِيْمَانَ : اَلْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ.

(بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۷)

''تین چیزیں ایسی ہیں جو اِنہیں عمل میں جمع کر لے تو اُس نے اِیمان کے سب کام جمع کر لیے: (۱) اپنے آپ سے بھی اِنصاف (۲) سب کو سلام کرنا (۳) اَور فقر کے وقت بھی خرچ کرنا۔''

حضرت مدنی رحمہ اللہ اِن اَوصافِ کمالیہ کے ساتھ نہایت خوش مزاج، بذلہ سنج، نکتہ رس، ہمیشہ حاضر دماغ، نہایت درجہ حاضر جواب، بہت حلیم، بہت معاف کرنے والے تھے۔ خوش طبعی بھی علمی رنگ لیے ہوتی تھی، حاضرینِ مجلس خصوصًا اہلِ علم اَکثر اَوقات اِن کی خوش طبعی سے محظوظ ہوتے رہتے تھے لیکن جس وقت وہ خاموش ہوں اُس وقت پوری مجلس پر سکوت طاری رہتا تھا یہ قدرتی بات تھی۔

اِن اَوصافِ عالیہ کی وجہ سے مفتی صاحب کو اُن سے تعلق بڑھا جو عمر کے آخر حصہ تک بڑھتا ہی گیا۔ حضرت مدنیؒ کا یہی رنگِ سیاست حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اَثر اَنداز ہوا وہ بہت زیادہ معتدل المزاج ہوگئے۔ اُن کی معتدل مزاجی ہی تھی جس کی وجہ سے وہ تحریک نظامِ مصطفٰی کی کامیاب قیادت فرما گئے اَور یہی نرم خوئی اَور سچائی تھی جس کی وجہ سے وہ بھٹو صاحب کے طعنوں سے بچتے رہے اَور بھٹو صاحب بھی اُن کی عزت کرتے رہے۔

اُنہوں نے وزارتِ عُلیا سنبھالی تو اَپنا دَامن بچائے رکھا عدل و اِنصاف سے کام لیا حتی کہ اِس سے بعض ساتھی خفا بھی ہوگئے لیکن اُنہوں نے اِس موقع پر نہ اپنے لیے کوئی نفع اَندوزی کی نہ اپنی جماعت کے لیے نہ اپنی جماعت کے ساتھیوں کے لیے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں قیامت کے دِن اِس کا اَجرِ عظیم دیں گے اَور وہ مُسندِ اَبی حنیفہؒ کی اِس حدیث کے مصداق ہوں گے۔

اِنَّ اَرْفَعَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِمَامٌ عَادِلٌ. (ص۲۱۹)

''قیامت کے دِن سب سے بلند درجہ حاکمِ عادل کا ہوگا۔''

اُنہوں نے اَپنے دَور میں اَمن کے لیے عالم ہونے کی حیثیت کا بھی اِستعمال کیا۔قتل کے قضیے جن کی دُشمنی وہاں نسلاً بعد نسلٍ چلتی ہے اپنی عالمانہ حیثیت سے ترغیب دے کر ختم کرائے۔ اِس کی فضیلت اَحادیث میں آئی ہے کہ :

مَنْ عَفٰی عَنْ دَمٍ لَمْ یَکُنْ لَہٗ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ. (مُسندِ اَبی حنیفہ ص ۲۱۷)

''جوکوئی خون معاف کردے تو اُس کا ثواب بجز جنت کے کچھ ہے ہی نہیں۔''

(جاری ہے)

قسط : ۲۵

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾

فاضل دارُ العلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

۞ ۞ ۞

معمولات اَور مشاغل :

تصوف اَور سلوک کی رُوح اَصل میں معمولات پر مداومت ہے، بلا مداومتِ معمولات کے کچھ حاصل نہیں ہوتا جنابِ رسول اللہ ﷺ کا اِرشادگرامی ہے :

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا . [1]

''اللہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ اَعمال وہ ہیں جو مداوت کے ساتھ اَدا ہوتے ہیں۔''

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَتْ اَلدَّائِمُ . [2]

''حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا، فرمایا جو عمل پابندی سے ہوتا رہے۔''

جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اَعمال کی مداومت پر تاکید فرمائی ہے ایسے ہی آپ خود بھی اپنے اَعمال پر نہایت سختی سے پابند رہے ہیں، جماعت کے اِتنے پابند کہ حالتِ مرض میں بھی دُوسرے کے سہارے مسجدِ نبوی ﷺ میں تشریف لاتے، تہجد سے اِتنا شغف کہ **حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ** آپ

---

[1] بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۶۴

[2] مستخرج ابی عوانۃ کتاب الصلوۃ رقم الحدیث ۲۲۴۷

کے قدم مبارک پر کھڑے کھڑے وَرم آجاتا، ذکر اللہ سے اِتنا اُنس کہ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ ہر وقت ذکر اللہ کرتے رہتے حتی کہ سونے کی حالت میں بھی ذکر اللہ کرتے رہتے تھے اِرشاد فرماتے ہیں : تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ. میری آنکھیں سوتی ہیں دِل بیدار رہتا ہے۔

اَپنے معمولات پر حضرت شیخ الاسلامؒ بھی نہایت سختی سے پابند تھے۔ جماعت کا اِس قدر شوق کہ سفر میں، حضر میں، جلسہ کے اسٹیج پر ہوں یا ریلوے پلیٹ فارم پر، نماز کا وقت آیا اَور جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں موجود، مرض الوفات میں معالجین نے باہر نکلنے کے لیے منع کر دیا تھا لیکن پھر بھی مہمان خانہ میں جماعت سے نماز اَدا فرماتے تھے۔

ایک دِن عیادت کے لیے حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ اَور حضرت مولانا قاری اَصغر علی صاحبؒ اَندر تشریف لے گئے۔ حضرتؒ نے فرمایا دیکھیے میری جماعتیں فوت ہو رہی ہیں اَور نمازیں تیمّم سے اَدا کرتا ہوں اَور لوگ میرے بارے میں کیا کچھ حسنِ ظن رکھتے ہیں اَور یہ فرما کر اِتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی اَور تمام جسم خوفِ خداوندی سے تھر تھرانے لگا۔

آپ کے اہم اَور خاص معمولات میں آخر شب میں صلوۃِ تہجد اَور اِلحاح وزَاری ہے۔ جب تک آپ حیات رہے اِس معمول میں فرق نہیں آیا۔ سفر میں، حضر میں، جیل میں، مکان پر ہر حالت میں اِس معمول پر نہایت سختی سے پابند رہے، چنانچہ ہزار ہا مرتبہ ایسا ہوا کہ رات کو دو بجے تک آپ کی تقریر کا سلسلہ جاری رہتا تمام لوگ بستروں کا رُخ کرتے اَور یہ اللہ کا پیارا بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا۔ قیامِ دیوبند میں درسِ حدیث سے بارہ بجے فارغ ہونے کے بعد جب مکان تشریف لاتے تو ایک بجے تک کتاب کا مطالعہ فرماتے تھے تھوڑی دیر کے لیے کمر سیدھی کی اَور پھر دو تین بجے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے لوگوں کی حالتِ بیداری میں اپنے ضبطِ اَوقات میں دُشواری پیش آتی ہے لیکن آپ حالتِ نوم میں بھی اِتنے قادِر تھے کہ نیند کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا جب چاہا سو گئے اَور جب چاہا بیدار ہو گئے۔

مہتمم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دیوبند میں ایک صاحب کے یہاں دعوت تھی میں بھی اُس میں

شریک تھا عشاء کی نماز کے بعد کھانے سے فارغ ہوئے تو میز بان صاحب نے فرمایا کہ چائے پی کر جانا ہوگا۔ حضرتؒ نے فرمایا مجھے سبق پڑھانا ہے۔ میز بان نے عرض کیا کہ اَبھی پندرہ منٹ میں چائے تیار ہوجائے گی، حضرتؒ نے فرمایا اچھا اَور فرمایا کہ اِتنے میں ایک نیند لے لوں چنانچہ اُسی جگہ آپ ٹیک لگا کر لیٹ گئے اَور خراٹے لینے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اِتنی گہری نیند میں اَب بیدار نہ ہوں گے لیکن ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد بیدار ہوگئے۔ یہی قَادِرُ النَّوْمِ وَالْیُقْظَةِ ہونے کی وجہ تھی کہ آپ قیام آخراللیل سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَمَا صَلّٰى ثُمَّ يُصَلِّيْ قَدْرَمَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَمَا صَلّٰى حَتّٰى يُصْبِحَ . (اصحاب السنن)

''آپ ﷺ نماز پڑھتے پھر اُتنی ہی دیر سو جاتے جتنی دیر نماز پڑھی پھر بیدار ہو کر قدرِ نوم نماز پڑھتے پھر سو جاتے اُتنی ہی دیر غرضیکہ تمام رات سوتے اَور پھر بیدار ہو جاتے۔''

اِس حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کو اپنی نیند پر کس قدر قابو تھا جب چاہا سو گئے اَور جب چاہا بیدار ہوگئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا خوف وخشیت باری تعالیٰ کی وجہ سے یہ عالَم ہوتا کہ جس طرح ہانڈی سے جوش مارتے وقت آواز آتی ہے اِسی طرح آپ کے سینۂ مقدس میں ایک ہیجان بپا ہوتا تھا۔

حضرت مولانا اَسعد صاحب مدنی مدظلہٗ صاحبزادۂ شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں بالکل یہی حالت حضرتؒ کا تہجد کے وقت ہوتا تھا۔ (راقم الحروف کو بھی چند مرتبہ حضرتؒ کے ساتھ دُعا مانگنے کا اِتفاق ہوا ہے، بندہ نے بھی حضرتؒ کے سینہ کے جوش کو اپنے کانوں سے سُنا ہے) اَور ہم لوگ ایک تولیہ اَور ایک اُگالدان

حضرتؒ کے مصلے کے قریب رکھ دیتے تھے صبح کو آنسوؤں سے اِتنا تر ملتا تھا کہ جیسے کسی نے پانی سے بھگو دیا ہو۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کی یہ آخری رات کی گریہ وزاری اِتنی بڑھی ہوئی تھی کہ بعض دفعہ تو رات رات بھر نہ سوتے تھے اَور تمام رات توبہ اِستغفار اَور گریہ وزازی میں گزار دیتے تھے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ پوربی زبان کے اَشعار پڑھتے رہتے تھے اَور روتے رہتے تھے اُن میں سے چند اَشعار یاد ہیں جن کو ہدیہ ناظرین کیے دیتا ہوں :

پیا کی یاد ستائے موری ناری ناری مکہ میں ڈھونڈا مدینہ میں ڈھونڈا
میں پھری بیت اللہ کے یاری یاری پیا کی یاد ستائے موری ناری ناری

صبح کی نماز جماعت سے اَدا فرما کر حضرتؒ اَندر تشریف لے جاتے تھے اَور تلاوتِ قرآن یا کسی حدیث کی کتاب کا مطالعہ فرماتے۔ اِشراق کے بعد مہمان خانہ میں تشریف لاتے اَور مہمانوں کے ساتھ آکر ناشتہ (نان شبینہ) تناول فرماتے اَور تھوڑی دیر مہمانوں کے ساتھ گفتگو فرماتے اَور پھر اَندر تشریف لے جاتے اَور تقریبًا دس بجے تک کتاب کا مطالعہ فرماتے اِس کے بعد دارُالحدیث دَرس کے لیے تشریف لے جاتے وہاں سے بارہ بجے فارغ ہو کر مہمانوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے اَور دوپہر کو تھوڑے وقت قیلولہ فرماتے۔ ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے قریب تک آپ مہمان خانہ میں تشریف رکھتے اَور مہمانوں کے ساتھ سادہ چائے نوش فرماتے اِس مجلس میں مریدین وسالکین کے حالات سن کر اُن کے حسبِ حال اَوراد ووظائف اَور تعویذ والوں کو تعویذ عنایت فرماتے اَور دیگر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے۔ عصر کی نماز کے بعد پھر مجلس ہوتی تھی اَور یہی سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد نوافلِ مغرب میں سوا یا ڈیڑھ پارہ مستقل تلاوت فرمانے کا آپ کا ہمیشہ معمول رہا ہے اِس کے بعد بیعت ہونے والوں کو بیعت فرماتے تھے اَور عشاء کی اَذان کے وقت مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر آپ اَندر تشریف لے جاتے اَور تھوڑی دیر مطالعہ فرما کر درسِ حدیث کے لیے دارُالحدیث تشریف لے جاتے اَور تقریبًا بارہ بجے تک پڑھاتے رہتے تھے۔

رمضان المبارک میں ثلث لیل گزرنے پر تراویح کے لیے کھڑے ہو جاتے اَور رات کے ایک بجے تک یہی سلسلہ جاری رہتا تھا، دو بجے سے تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اَور سحری سے ایک گھنٹہ پیشتر ختم فرما دیتے تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد وہی مجلس رہتی تھی جیسا کہ دیو بند میں یعنی سالکین کے حالات سننا اَور اُن کی تربیت فرمانا۔ عصر کی نماز سے لے کر مغرب کی نماز تک قرآن شریف کا دَورہ ہوتا تھا جس میں آپ حاضرین پر خصوصی توجہات بھی ڈالتے تھے اِس مجلس کے اَنوار و برکات سے وہی لوگ خوب واقف ہیں جو اُن میں شریک رہے۔ آسام کے قیام میں ایک جدید مجلس تراویح اَور تہجد کے درمیان اَور ہوتی تھی کہ جس میں حضرتؒ مہمانوں کے سامنے آسامی پھل پیش کرتے اَور قدرے خود بھی تناول فرماتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مولانا محمد جلیل صاحب نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت آپ اِس مجلس کو موقوف فرما دیں اَور تھوڑی دیر آرام فرما لیا کریں، حضرتؒ نے فرمایا یہ حضرات اِتنی دُور دَراز سے آتے ہیں یہی اِن کی ملاقات کا وقت ہے میں اپنے آرام کی خاطر کس طرح اِس مجلس کو موقوف کردُوں، نہیں ! اِس وقت کی مجلس بند نہیں کی جائے گی۔

مدینہ منورہ کے معمولات میں اِتنا اِضافہ اَور ہوتا تھا کہ صبح کی نماز اَور عشاء کی نماز کے بعد آپ حضور ﷺ کے مزارِ مقدس پر تشریف لے جاتے اَور پون گھنٹہ سے لے کر ڈیڑھ گھنٹہ تک کھڑے ہو کر درُود و سلام پڑھتے تھے۔ لوگوں کا بیان ہے حضرت باوجود ضعف کے ایسے کھڑے رہتے تھے کہ پیروں کو جنبش تک نہیں ہوتی تھی جبکہ بڑے بڑے نوجوان تھک کر بیٹھ جاتے تھے۔

اِس زندگی کا نام ''تصوف'' ہے۔ مناسب ہے کہ اِس جگہ پر تصوف کی وہ تعریفات جو اِبتدائے عنوان میں پیش کر چکا ہوں مکرر ملاحظہ فرمائی جائیں تو اِنشاء اللہ تصوف کی حقیقت اَور حضرتؒ کا مقام بخوبی واضح ہو جائے گا۔ دوستو! تصوف وہ نہیں جس نے آج ذہنوں میں جگہ پکڑ لی ہے بلکہ سلوک اَور تصوف یہ ہے۔ کاش ! راقم الحروف کو اِس قسم کا تھوڑا سا تصوف حاصل ہو جائے، اَب تک تو محرومی ہے شاید اللہ تعالیٰ آئندہ اپنا فضل فرمائے، آمین۔ وَلَیْسَ ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ.

(جاری ہے)

قسط : ۱۱

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

عورت کی آواز کا پردہ :

عورت کی آواز کے عورت (ستر) ہونے میں اِختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ وہ عورت نہیں۔ (اِمدادُالفتاوی) لیکن عوارض کی وجہ سے بعض جائز اُمور کا ناجائز ہوجانا فقہ میں معروف ومشہور ہے اِس لیے فتنہ کی وجہ سے عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔(اِمدادُالفتاوی)

بعض فقہاء نے عورت کی آواز کو عورت (ستر) کہا ہے گو بدن مستور (پردہ) ہی میں ہو کیونکہ گفتگو اَور کلام سے بھی عشق ہوجاتا ہے اَور آواز سے بھی میلان ہوجاتا ہے۔(ملفوظاتِ اَشرفیہ)

عورت کی آواز تو بے شک عورت (ستر) ہوتی ہے اِس کو آہستہ بولنا چاہیے تاکہ کبھی کوئی آواز سن کر عاشق نہ ہوجائے۔ اِس کے زور سے بولنے میں فتنہ ہے اِس لیے (عورت کو) زور سے نہ بولنا چاہیے۔(الافاضات الیومیہ)

عورت کی قراءت اَور نعت وغیرہ اَجنبی مرد کو سننا جائز نہیں :

اَجنبی عورت یا اَمرد مشتہی سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہو تو اُس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔(دعواتِ عبدیت)

سوال : میں نے اپنے گھر میں عرصہ سے تجوید سکھائی ہے اللہ کا شکر ہے باقاعدہ پڑھنے لگی ہیں جن لوگوں کو اِس اَمر کی اِطلاع ہے وہ کبھی آکر کہتے ہیں کہ ہم سننا چاہتے ہیں اَور معتمد لوگوں کو پردہ کے ساتھ سنوا دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اگرچہ ایسا کیا نہیں اَب جیسا حکم ہوگا ویسا کروں گا۔

الجواب : ہرگز جائز نہیں لِاَنَّہٗ سِمَاعُ صَوْتِ الْمَرْأَۃِ بلا ضرورتِ شرعیہ (کیونکہ عورت کی آواز کو بغیر شرعی ضرورت) کے سنانا ہے اِس لیے جائز نہیں۔(اِمدادُالفتاوی)

مرد اَور عورت کی آواز اگر بلا قصد بھی کان میں پڑے تو کانوں کو بند کر لے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی تھی کہ دہلی میں ایک شخص تھا اُس نے ایک بار گانا گایا تھا اُس کی وجہ سے تمام دَرو دِیوار میں ایک زلزلہ سا آگیا تھا۔

اِس طرح سے بعض اَوقات کسی کی آواز سننے سے نفس میں مذموم ہیجان بڑا جوش پیدا ہو جاتا ہے اِسی وجہ سے اِس کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ (الافاضات الیومیہ)

اگر قرآن شریف سن کر نفسانی کیفیت پیدا ہو تو محمود نہ ہوگی بلکہ فتنہ کی وجہ سے مذموم اَور ممنوع ہوگی مثلاً کسی مرد سے قرآن شریف سنا اَور اُس کو آواز یا صورت سے قلب میں کیفیت پیدا ہوئی تو یہاں اَسباب کو نہ دیکھیں گے آثار کو دیکھیں گے اَور ظاہر ہے کہ وہ کیفیت یقیناً نفسانی ہوگی (اِس لیے ناجائز ہونے کا حکم لگایا جائے گا)۔ (ملفوظاتِ اَشرفیہ)

عورت کے رونے کی آواز سے بہت اِحتیاط کرنا چاہیے :

فرمایا عورت کی آواز سے حتی الامکان بچنا چاہیے خصوصًا اُس کے رونے کی آواز سے۔ میرے ایک رشتہ دار قتل کر دیے گئے تھے میں اُن کے کفن دفن کا منتظم تھا۔ یہ بہت سخت حادثہ تھا کہ مجھ کو رونا کم آتا تھا مگر اُس وقت ایک دو آنسو آئے میں جب دفن سے فارغ ہو کر مکان پر آیا دہلیز میں بیٹھا تھا کہ عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو بس اُسی وقت اِختلاج قلب دِل کی دھڑکن کا دَورہ شروع ہو گیا کہ جان کا بچنا مشکل ہو گیا وطن واپس پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ (کلمۃ الحق)

عورت کی آواز اَور چہرہ کا پردہ ضروری ہونے کی شرعی دلیل :

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ یعنی عورتوں کو حکم ہے کہ اپنے پیروں کو زمین پر اِس طرح نہ ماریں کہ اِس سے زیور وغیرہ کی آواز نکلے اَور غیر محرموں تک پہنچے۔ اَور ظاہر ہے کہ اِس کی آواز سے اِتنا فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ بھی نہیں جتنا چہرہ کھولنے یا آواز سے ہوتا ہے تو جب ایک مفصل علیحدہ چیز کی آواز سے پیدا ہونے والے فتنہ کو اِس نص آیت میں روکا گیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عورت کی زینت کے ممتاز حصہ یعنی چہرہ کھولنے اَور آواز سننے کی اِجازت دے دی جائے۔ (باقی صفحہ ۳۶)

شَهَادَةُ الْعَالَمِيَّةِ فِی الْعُلُوْمِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْإِسْلَامِيَّةِ

اَسماءِ گرامی طلباء شریک دورۂ حدیث شریف ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

﴿ جامعہ مدنیہ جدید مُحمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

(۱۴۳۳-۰۷-۱۹ھ / 2012 - 06 - 10ء)

نمبرشمار	نام	ولدیت	ساکن	حاصل کردہ نمبر%	التقدیر
1	اَبوبکر صدیق	عبدالحئی	لاہور	330	جید
2	اَجمیر خان	مسز ام خان	ہنگو	414	جید جدًا
3	احسان اللّٰہ	عبدالجبار	لکی مروت	352	جید
4	احسان الٰہی	اِنعام الٰہی	لاہور	337	جید
5	اَشفاق احمد	مُحمد رمضان	لاہور	304	جید
6	اعجاز احمد	حبیب اللّٰہ خان	سوات	451	جید جدًا
7	پیر مُحمد	اَمیر مُحمد	ٹانک	418	جید جدًا
8	تنویر الزمان	مُحمد زمان	گلگت	280	مقبول
9	جمیل الرحمن	دِلو خان	قصور	350	جید
10	حافظ مُحمد شہزاد	مُحمد شبیر احمد	قصور	298	جید
11	حافظ مُحمد فاروق	مُحمد اِقبال ڈوگر	قصور	267	مقبول
12	خضر حیات	مُحمد حیات	لاہور	304	جید

جید	325	مظفر گڑھ	منظور احمد	دِلشاد احمد	13
جید جدًا	373	راولپنڈی	راجہ مُحمد اِمتیاز	ساجد محمود غزالی	14
جید	327	ٹانک	گل رنگ	شمس الحق	15
جید جدًا	472	کوہاٹ	سیف الرحمن	شمیم الرحمن	16
جید	311	اِسلام آباد	اَختر محمود	شہریار اَختر	17
جید	315	شہداد کوٹ	لیاقت علی	صابر علی	18
جید	322	پشین	حاجی اَختر مُحمد	صدو خان	19
جید	296	ٹانک	مُحمد شیر خان	ضیاء الدین	20
جید	344	راولپنڈی	مُحمد رشید	ظفر رشید	21
جید جدًا	408	وزیرستان	امیر اللہ خان	عالَم نور	22
جید جدًا	366	قصور	شیر مُحمد	عبدالرشید	23
مقبول	267	کوئٹہ	عبدالحق	عبدالرؤف	24
جید جدًا	408	گوجرانوالہ	مُحمد اشرف	عبدالسُّبحان	25
جید جدًا	393	بولان	عبدالعزیز	عبدالقیوم	26
جید	302	کوئٹہ	حاجی قادر بخش	عبداللہ	27
جید	332	آزاد کشمیر	ظهور احمد	عبدالمُحسن	28
جید	344	مستونگ	عبدالغنی	عبدالواجد	29
جید جدًا	361	لاہور	غُلام مُحمد	عبدالواحد	30

31	عثمان ذوالنورین	غلام صادق	ڈیرہ اِسماعیل خان	428	جید جدًا
32	عقیل احمد	مُحمد یار	لاہور	387	جید جدًا
33	عماد الدین	لیاقت علی	راجن پور	393	جید جدًا
34	عُمر فاروق	خلیل احمد	گوجرانوالہ	376	جید جدًا
35	عنایت الرحمٰن	سیف الرحمٰن	سوات	400	جید جدًا
36	فضل الرحمٰن	عبدالغفار	کوہاٹ	365	جید جدًا
37	کلیم اللّٰہ	مُحمد نواز	ڈیرہ غازی خان	393	جید جدًا
38	مُحمد اِبراھیم	مولوی شبیر احمد	مانڈلے	314	جید
39	مُحمد اُسامہ	بشیر احمد ظفر	قصور	514	ممتاز(دوم)
40	مُحمد اِسماعیل	مُحمد اِبراھیم	لاہور	321	جید
41	مُحمد اَفضل	اللّٰہ بخش	لیّہ	360	جید جدًا
42	مُحمد بلال	مُحمد عتیق الرحمن	گوجرانوالہ	368	جید جدًا
43	مُحمد جاوید	عباس علی	قصور	312	جید
44	مُحمد داؤد	سُلطان خان	لاہور	326	جید
45	مُحمد دین	نور مُحمد	نہرین	340	جید
46	مُحمد رضوان مبارک	مُبارک علی	لاہور	296	جید
47	مُحمد عابد حسین	دین مُحمد	لاہور	288	مقبول
48	مُحمد عبدالواحد	مُحمد ایوب	قصور	364	جید جدًا

49	مُحمد سعد کلیم	کلیم اصغر	لاھور	496	ممتاز
50	مُحمد سیف اللّٰہ	مُحمد اَصغر	قصور	277	مقبول
51	مُحمد شفیق	شمشیر خان	مردان	365	جید جدًا
52	مُحمد شفیق	مُحمد اِسحاق	وھاڑی	300	جید
53	مُحمد شیعب	جمیل احمد	لاھور	355	جید جدًا
54	مُحمد شعیب اِسلام	مُحمد اَسلم	ملتان	368	جید جدًا
55	مُحمد طاھر	نظام الدین	لاھور	397	جید جدًا
56	مُحمد ظفر علی	مُحمد اِقبال بٹ	نارووال	334	جید
57	مُحمد عارف	فقیر مُحمد	بھاولپور	367	جید جدًا
58	مُحمد عرفان	عبدالقادر	چکوال	407	جید جدًا
59	مُحمد عثمان	شیر زمان	دیر		
60	مُحمد علی	قادر داد	ڈیرہ غازی خان	398	جید جدًا
61	مُحمد عطاء اللّٰہ	احمد بخش	ڈیرہ غازی خان	376	جید جدًا
62	مُحمد عمران	فجرالدین	قصور	314	جید
63	مُحمد قاسم	کرم خان	لورا لائی	329	جید
64	مُحمد قاسم منظور	منظور اَحمد بٹ	شیخوپورہ	366	جید جدًا
65	مُحمد ندیم	مُحمد نعیم	مظفر گڑھ	510	ممتاز(سوم)
66	مُحمد ندیم	روشن علی	شیخوپورہ	393	جید جدًا

67	مُحمد ندیم	عطر و خان	نارووال	311	جید
68	مُحمد نعیم مظهر	مظهرالحق	لاهور	510	ممتاز(سوم)
69	مُحمد هاشم	مُحمد یٰسین	قصور	280	مقبول
70	مُحمد یوسف	مُحمد مشتاق	قصور	353	جید
71	مُزمل عبداللّٰه	مُحمد سرور	سرگودها	298	جید
72	منّان نصیر	احمد نصیر ملك اعوان	لاهور	333	جید
73	منور علی میمن	نور علی	شهدادکوٹ	262	مقبول
74	نو رالاسلام	گل شهزاده	سوات	525	ممتاز(اوّل)

بقیہ : پردہ کے اَحکام

(الغرض) اِس آیت سے یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ جب زیور کی آواز کے پوشیدہ رکھنے کا ایسا اِہتمام ہے تو خود صاحبِ زیور (یعنی عورت) کی آواز جو کہ اَکثر فتنہ اَور میلان کا ذریعہ ہوجاتی ہے اِس کا اِخفاء (پوشیدہ رکھنا) کیوں قابلِ اِہتمام نہ ہوگا۔

اِلا بضرورۃً چنانچہ دُوسری جگہ اِس کی تصریح بھی ہے فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ اَور نیز یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ جب آواز ایسی قابل اِخفاء ہے تو صورت (چہرہ) کیوں نہ قابلِ اِخفاء ہوگا جو کہ اَصل فتنہ کا مبداء ہے۔ (بیان القرآن سورہ نور)

قسط : ۷

مروجہ محفلِ میلاد

﴿ حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمة اللہ علیہ ﴾

اللہ تعالیٰ نے جامعہ مدنیہ لاہور کے سابق اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمة اللہ علیہ (م: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء) کو اِحقاقِ حق اَور اِبطالِ باطل کا خاص ملکہ عطاء فرمایا تھا۔ آپ نے وعظ و تلقین اَور اِرشاد و نصیحت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دین کی خدمت و حفاظت کا فریضہ سر اَنجام دیا اِس سلسلہ میں مشقتیں اَور صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ کے تصنیفی مواد میں سے ''مروجہ محفلِ میلاد'' اپنے موضوع پر منفرد اَور تحقیقی کتاب ہے اِس کتاب کی اِفادیت کے پیش نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

علامہ اِبنِ حجر ہیتمیؒ کی عبارت سے اِستدلال اَور اُس کا جواب :

علامہ اِبنِ حجر ہیتمی رحمة اللہ علیہ کی ایک عبارت بھی بریلوی حضرات بطورِ اِستدلال پیش کرتے ہیں۔ پہلے ہم پوری عبارت مع ترجمہ ذکر کرتے ہیں پھر ثابت کریں گے کہ اِس عبارت کا مروجہ محفل میلاد سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اُن کی اصل عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''اَکثر محافلِ میلاد جو ہمارے ہاں رائج ہیں اُن میں اَچھی اَور بری دونوں طرح کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ خیر کی باتیں مثلاً صدقہ و خیرات، ذکر و دُرود و سلام اَور حضور ﷺ کی تعریف، اَور بری باتوں میں سے عورتوں کا اَجنبی مردوں کو دیکھنا بھی ہے۔ اَلبتہ بعض محفل میلاد ایسی بھی ہیں جن میں کوئی عیب اَور شرعی خرابیاں نہیں پائی جاتیں لیکن ایسی محفلیں بہت کم اَور نادِر ہیں۔ اَور اِس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی

قسم کی محفلیں ممنوع اَور ناجائز ہیں کیونکہ شریعت کا یہ قاعدہ بڑا مشہور ہے کہ ''فوائد حاصل کرنے سے نقصانات کا دُور کرنا مقدم ہے۔'' لہٰذا جو شخص جانتا ہے کہ کسی محفلِ میلاد میں ایک بھی شرعی خرابی پائی جاتی ہے بایں ہمہ وہ اُس میں شرکت کرتا ہے تو وہ خدا کی نافرمانی کرنے والا اَور گناہ گار ہے اَگر فرض کرلیا جائے کہ اُس شخص نے اِس محفل میلاد میں خیر کے کام بھی کیے تو بھی یہ خیر اُس شر کا تدارک نہیں کرسکتا جو اِس میں پایا جاتا ہے۔

کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ حضور ﷺ نے خیر اَور بھلائی کے نفلی کاموں میں تو بقدرِ اِستطاعت اَور جتنا آسانی سے ہوسکے اُتنا ہی کام کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اِس کے برعکس برائی کی تمام قسموں اَور تمام صورتوں سے مکمل بچنے کا حکم دیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوگیا کہ برائی گو تھوڑی ہو اُس کے کرنے کی اِجازت نہیں دی جاسکتی اَور اِس کے برعکس ثواب کا (نفلی) کام جتنا ہوسکے اُتنا کرلے۔ اَور دُوسری قسم کی محفلِ میلاد جس میں کوئی برائی اَور شرعی خرابی نہ پائی جاتی ہو بلاشبہ سنت ہے اَور اُن اَحادیث کے ذیل میں آتی ہے جو ذکر کی فضیلت کے سلسلہ میں وارِد ہوئی ہیں مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا ''جو قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے فرشتے اُن کو ڈھانپ لیتے ہیں اَور رحمتِ اِلٰہی اُن کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اَور سکینہ (سکون و اِطمینان وغیرہ) اُن پر نازل ہوتا ہے اَور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں۔'' (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۲۹)

شیخ اِبن حجرؒ کی اِس عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ وہ مروجہ محفلِ میلاد کو قطعاً جائز قرار نہیں دیتے ہیں بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ ذکرِ ولادت جس محفل میں ہوتا ہے وہ دو طرح کی ہوتی ہیں۔

(۱) وہ محفل جس میں ناجائز اُمور پائے جاتے ہیں ایسی محفل تو قطعاً ناجائز ہے اَور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اَکثر محفلِ میلاد اِسی زُمرے میں شامل ہیں کیونکہ وہ ناجائز اُمور پر مشتمل ہوتی ہیں۔

(٢) وہ محفل جو ہر قسم کی بری باتوں اَور ناجائز اُمور سے پاک ہو یہ بلاشبہ جائز ہے اَور یہ ظاہر ہے کہ دُوسری قسم کی محفل وہی ہوسکتی ہے جس میں صرف حضور ﷺ کی ولادت باسعادت اَور آپ کے معجزات کا ذکر ہو اَور اِس سے زائد کچھ نہ ہو اَور ظاہر ہے کہ اِس حد تک کسی کو کوئی اِختلاف نہیں ہے۔

شیخ اِبن حجرؒ اپنی اِسی کتاب ''فتاویٰ حدیثیہ'' میں ایک اَور مقام پر اِرشاد فرماتے ہیں :

''بہت سے لوگ حضور ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت محفل میں کھڑے ہوتے ہیں یہ بدعت ہے کیونکہ اِس سلسلہ میں کوئی حدیث وغیرہ نہیں آئی ہے (اِس لیے یہ گناہ ہے) اَلبتہ عوام معذور سمجھے جاسکتے ہیں کہ اِنہیں علم نہیں ہے لیکن اِس کے برعکس خواص (یعنی جاننے والے لوگ) معذور نہیں ہیں۔'' (فتاویٰ حدیثیہ ص ٦٩)

شیخ اِبن حجرؒ محفلِ میلاد میں کھڑے ہونے کو بدعت قرار دے رہے ہیں حالانکہ آج کل کی مروجہ محفلِ میلاد میں کھڑے ہونے کو بریلوی حضرات نے فرض واجب کا درجہ دے رکھا ہے جیسا کہ سابقہ مضمون میں ہم باحوالہ عرض کر چکے ہیں۔

قارئین کرام ! آپ اَندازہ کرسکتے ہیں کہ بریلوی حضرات کس قدر حوالجات میں قطع و برید کرنے کے عادی ہیں کیونکہ اِسی کتاب ''فتاویٰ حدیثیہ'' میں لکھا ہوا ہے کہ محفلِ میلاد میں حضور ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت کھڑا ہونا بدعت اَور گناہ ہے۔ لیکن بریلوی حضرات اِسی کتاب سے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ مروجہ محفلِ میلاد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا جزءِ اعظم یہی ''قیام'' ہے۔ اِس قیام کے بغیر آج کل محفلِ میلاد کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بریلویوں کے اِن تمام حوالوں کا جواب عرض کرنے کے بعد ہم جناب کی توجہ درجِ ذیل اُمور کی طرف متوجہ کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔ (جاری ہے)

قسط : ۷

سیرت خلفائے راشدین ؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

متفرق واقعات :

(۱) سریہ بنی فزارہ میں آنحضرت ﷺ نے اِنہی کو سردارِ لشکر بنا کر بھیجا، بڑی فتح پائی اَور قیدی بہت ہاتھ آئے۔

(۲) فتح مکہ میں اپنے والد کو مسلمان کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اِن کو بڑھاپے میں کیوں تکلیف دی میں خود آ جاتا۔

ف : صحابہ کرامؓ میں سوائے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی نہیں جس کی چار پشت صحابی ہو: ماں، باپ بھی، بیٹے بھی اَور پوتے بھی۔

(۳) ۹ ھ میں رسولِ خدا ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اَمیر حج بنایا اَور سورۂ براءت کی تبلیغ بھی اِن ہی کے متعلق کی، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اہلِ عرب کا دستور ہے کہ اِس قسم [۱] کی تبلیغ یا تو اَصل شخص خود کرتا ہے یا اُس کا سب سے قریبی رشتہ دار ورنہ قابلِ اِعتبار نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بماتحتی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سورۂ براءت کی تبلیغ پر مامور فرمایا چنانچہ خطبۂ حج (جو خاص کام اَمیر حج ہی کا ہے) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔

(۴) غزوۂ تبوک میں لشکر کا جائزہ لینا اَور لشکر کی اِمامت کرنا دونوں کام حضرت صدیق ؓ کے سپرد کیے گئے اِسی غزوے میں حضرت صدیق ؓ نے اپنا کُل مال سامانِ جہاد درست کرنے کے لیے دیا تھا۔

---

[۱] سورۂ براءت میں کفارِ مکہ کو یہ اِطلاع دی گئی ہے کہ تم سے اَور مسلمانوں سے جو معاہدہ صلح حدیبیہ ہوا تھا وہ ختم ہو چکا لہٰذا اَب تم خدا اَور رسول ﷺ کی ذمہ داری میں نہیں ہو۔

(۵) ایک مرتبہ جمعہ کے دِن ایک تجارتی قافلہ ملکِ شام سے آیا اُس وقت آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے لوگ اِس قافلہ کی آمد سن کر خطبہ چھوڑ کر چلے گئے کیونکہ اُس وقت مدینہ میں غلہ کی ضرورت زیادہ تھی اِسی پر یہ آیت عتاب اُتری وَاِذَا رَاَوْ تِجَارَةً اَوْلَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا [۱] مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اُن بارہ اَشخاص میں تھے جو مسجد سے نہیں ہٹے۔

(۶) جب رسولِ خدا ﷺ مرضِ وفات میں مبتلاء ہوئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر خاص لطف وکرم فرمایا۔ وفات سے پانچ دِن پہلے خطبہ پڑھا اَور اُس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرمائے اَور حکم دیا کہ مسجد میں جن جن کے دروازے ہیں سب بند کردیے جائیں سوائے اَبوبکر صدیق کے پھر اُن کو اَپنی جگہ پر اِمام [۲] نماز بنادیا جو کھلا ہوا اِشارہ اُن کی خلافت کا تھا۔

نیز اِسی بیماری میں آپ ﷺ نے اِن کے لیے خلافت نامہ لکھوانے کو کاغذ وغیرہ طلب فرمایا مگر پھر کسی مصلحت [۳] سے اَپنا اِرادہ ترک کردیا۔

---

[۱] ترجمہ : اَور جب یہ لوگ کوئی تجارت یا کھیل کی چیز دیکھتے ہیں تو اُس کی طرف چلے جاتے ہیں اَور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیتے ہیں اگر چہ اِس قسم کے عتاب معلمانہ دستاویز طعن نہیں بن سکتے مگر جن پر یہ عتاب نہ ہو، اُن کی فضیلت اِس معاملہ میں ظاہر ہوئی۔

[۲] حضرت صدیق اَکبر رضی اللہ عنہ کو آخر وقت میں اِمامِ نماز بنانے کی روایت بکثرت راویوں نے روایت کی ہے محدثین نے اِس کو متواتر لکھا ہے تواتر لفظی نہیں مگر تواتر معنوی تو یقینی ہے، اُس آخر وقت کے علاوہ بھی جب کبھی آنحضرت ﷺ خود اِمامت نہ کر سکتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو اِمامت کا حکم دیتے۔ جب آپ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرما گئے کہ نماز کا وقت آجائے تو اَبوبکر کو اِمام بنانا۔ غزوۂ تبوک میں لشکر کا جائزہ لینے میں بھی ایسا ہی ہوا۔

[۳] غالبًا وہ مصلحت یہ ہو کہ رسولِ خدا ﷺ اگر صدیق اَکبر رضی اللہ عنہ کو صراحۃً خلیفہ بنا جاتے تو لوگ یہ سمجھتے کہ خلیفہ تقررِ اُمت کے اِختیار میں نہیں ہے بلکہ رسول کا کام ہے اَور اِس اعتقادِ فاسد سے جو رَخنے اِسلام میں پڑتے اِس کا اَندازہ مذہبِ رفض کے مسئلہ اِمامت سے ہوسکتا ہے۔

اَور فرمایا سوائے ۱؎ اَبوبکرؓ کے اَور کسی کے لیے خدا کی مشیت نہ ہوگی اَور مسلمان بھی راضی نہ ہوں گے۔(صحیح مسلم و صحیح بخاری)

رسولِ خدا ﷺ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِن کا اَدب کرتے اَور اگر کسی سے اَدب واِحترام کے خلاف کوئی بات صادِر ہو جاتی تو رسولِ خدا ﷺ کو ناگوار گزرتی اَور آپ منع فرماتے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے ایک بات خلافِ مزاج ہوگئی تو آپ بہت ناراض ہوئے۔(بخاری شریف)

ایک مرتبہ کسی بدری صحابی کو حضرت صدیق ؓ سے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اَتَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ تم اُس کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔(اِستیعاب)

(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

۱؎ وحی اِلٰہی نے آپ کو مطلع کر دیا تھا کہ آپ کے بعد پہلی خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے مقدر ہو چکی ہے، بعض روایات میں جو وَارد ہوا ہے کہ کسی صحابی نے رسولِ مقبول ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں تو آپ ﷺ نے شیخینؓ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا لَا اَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ یعنی میں نہیں سمجھتا کہ تم علیؓ کو پہلی خلافت کے لیے منتخب کرو گے۔ اَول تو یہ روایت مجروح ہے ایک راوی اِس کا عبدالرحمٰن مینا، نا قابلِ وثوق ہے دُوسرے اگر صحیح بھی ہو تو مطلب یہی ہوگا کہ تقدیرِ اِلٰہی میں پہلی خلافت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ہے، تم علی رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ نہیں بنا سکتے۔

قسط : ۴

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِستردادِ صکوک

صکوک کی مدت ختم ہونے سے پہلے اُن کے حاملین کے لیے شرعًا جائز ہے کہ وہ مصدرِ صکوک کو صکوک لوٹا کر اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے لے اَور یہ ایسے ہے جیسے ایک شریک شرکت میں اپنے حصے کو فروخت کر دے۔ اِس کے لیے صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے منشور میں یہ عہد ہوتا ہے کہ :

''اگر حاملینِ صکوک چاہیں کہ وہ اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے لیں تو مصدر صکوک اُن کو واپس خرید لے گا۔''

اِس معاملہ کی صحیح شرعی کیفیت کا مدار اِیجابِ عام پر ہے جو صکوک کے عام خریداروں کے لیے ہوتا ہے اِس طرح سے کہ صکوک جاری کرنے والے اِس بات کا اِلتزام کرتے ہیں اَور اپنے اُوپر لازم کرتے ہیں کہ خاص خاص مدتوں میں بیع کے لیے پیش کیے جانے والے صکوک کو وہ خرید لیں گے۔ مالکیہ کے مذہب کے مطابق ایسا ہوسکتا ہے۔ مجمع فقہ اِسلامی نے اِس کیفیت کو برقرار رکھا ہے۔

یہ اَچھی بات ہے کہ نرخ طے کرنے میں تجربہ کار اَور باخبر لوگوں سے پوچھا جائے جو مارکیٹ کے اَور مرکز مالیات برائے سرمایہ کاری کے حالات کے مطابق قیمت بتائیں۔

فقہ اِسلامی صکوک جاری کرنے والے کو اِجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے جاری کیے ہوئے صکوک واپس خریدنے کا عہد کرے تاکہ یہ بات اُن سرمایہ کاروں کو اپنی طرف راغب کر سکے جو سرمایہ کاری کا ایسا ذریعہ چاہتے ہیں جس میں نفع حاصل کرنے کے علاوہ یہ سہولت بھی ہو کہ وہ جب چاہیں اپنے صکوک کو نقدی میں تبدیل کرلیں۔

اِسترداد کس قیمت پر ہو ؟

اِس میں تین ممکنہ صورتیں ہیں :

(۱) قیمتِ اسمیہ پر ہو (۲) مارکیٹ ریٹ پر ہو اَور (۳) حقیقی قیمت پر ہو

(۱) صکوک جاری کرنے والے کا یہ اِلتزام کرنا کہ وہ قیمتِ اِسمیہ پر صکوک واپس لے گا

شریعت کی رُو سے جائز نہیں کیونکہ یہ تو رأس المال کی ضمانت دینا ہے جو جائز نہیں ہے۔

(۲) حقیقی قیمت یعنی نیٹ (صافی) موجودات میں جو صک کا حصہ ہے اُس پر صکوک واپس لینا کیونکہ یہ ایسا معاملہ جو نہ صرف فقہی اُصولوں کے موافق ہے بلکہ شریعتِ اِسلامیہ کے تقاضۂ عدل کے بھی موافق ہے۔

(۳) رہا مارکیٹ ریٹ پر اِسترداد تو یہ شرعًا جائز ہے کیونکہ یہ موجودات کے غیر متعین حصے کو باہمی رضامندی سے فروخت کرنا ہے۔

معاییر شرعیہ میں ہے :

(۱) وہ صکوک جو تداول (تجارت) کے قابل ہیں اُن کو جاری کرنے والا اپنے منشور میں یہ عہد کر سکتا ہے کہ صکوک کے اِجراء کے عمل کے پورا ہونے کے بعد جو صکوک اِس کے سامنے بیع کے لیے پیش کیے جائیں گے اُن کو وہ مارکیٹ ریٹ پر خرید لے گا۔ اَلبتہ قیمت اِسمیہ پر خریدنے کا عہد کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) کرائے پر دیے ہوئے موجودات میں ملکیت کے صکوک کی مدت ختم ہونے سے پہلے اِسترداد کے وقت کے مارکیٹ ریٹ پر یا جس ریٹ پر طرفین راضی ہو جائیں اِسترداد جائز ہے۔

(۳) صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے مارکیٹ ریٹ پر واپس خریدنے کی تعیین یہ بذاتِ خود خریداری نہیں ہے بلکہ خریدنے کا اِیجاب یا اُس کا وعدہ ہے اَور حقیقی خرید اُس وقت ہو گی جب اِیجاب و قبول ایک وقت میں ہوں یعنی جب حاملِ صک اِسترداد طلب کرے۔

(۴) غرض صکوک کو جاری کرنے والا جب اِسترداد کے دِن کے مارکیٹ ریٹ پر خریدنے کا وعدہ کرے تو اِس کے جواز میں کوئی شرعی رُکاوٹ نہیں ہے بلکہ عدل اِسی کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ مارکیٹ ریٹ ضبط میں آنے والی چیز ہے اَور (یہ مسلّمہ

ضابطہ ہے کہ) جب اِلتزام تام ہو جائے (یعنی جس چیز کو اپنے اُوپر لازم کیا ہے جب وہ ہر طرح سے لازم ہو جائے) تو اُس کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے۔

اِطفاءِ صکوک

(1) صک کے دو عنصر ہوتے ہیں : (i) اَصل صک اَور (ii) نفع ہونے کی حالت میں نفع

(2) اَصل صک سے مراد اُس کی قیمت اِسمیہ ہے اَور وہی نفع کا موجب ہوتی ہے خواہ اِس طرح سے کہ خود صک کی قیمت اِسمیہ بڑھ جائے (اِس کو رأس المال کا نفع کہا جاتا ہے) یا اِس طرح سے کہ وہ رقم کاروبار میں لگائی جائے اَور اُس میں نفع حاصل ہو۔

(3) اَصل صک میں تین حالتوں کا اِحتمال ہے : (i) اُس کی قیمت اِسمیہ برقرار رہے۔ (ii) مارکیٹ نرخ بڑھ جائے یعنی رأس المال کا نفع حاصل ہو۔ (iii) مارکیٹ نرخ کم ہو جائے یعنی رأس المال میں نقصان ہو جائے۔

(4) صکوک کا اِجراء ایک محدود مدت کے لیے ہوتا ہے اِس لیے اِس مدت کے ختم ہونے پر صکوک کا تصفیہ تام ہو جاتا ہے کیونکہ محدود مدت کے خاتمہ پر صکوک کو تصفیہ یا اِطفاء خود بخود لازم ہو جاتا ہے اَور یہ اِس طرح کہ متعین مدت کے ختم ہونے پر صکوک میں موجود سرمایہ کاری کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اَور وہ نقدی میں بدل جاتے ہیں۔

(5) اِطفاء کی دو قسمیں ہیں :

(i) تدریجی اِطفاء یعنی صکوک کی فروختگی کے بعد اُن کی مدت ختم ہونے سے پہلے اُن کی قیمت قسط وَار لوٹا دی جائے، اِس طرح اُن صکوک میں اِستثماریت آہستہ آہستہ مرحلہ وَار کم ہوتی جاتی ہے۔

(ii) یکدم اِطفاء جو صکوک کی مدت ختم ہونے پر ہوتا ہے بالفاظِ دیگر جونہی مدت ختم ہوتی ہے صکوک میں اِستثماریت کا وصف ختم ہو جاتا ہے اَور مصدرِ صکوک اِس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ حاملِ صکوک سے صکوک کو فوری واپس خرید لے۔

(6) اِطفاء کے عملاً دو طریقے ہیں :

(i) حقیقی : اِطفاء حقیقی یہ ہے کہ صکوک جن اَشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں اُن کو فروخت کر دیا جائے اَور نقدی حاصل کی جائے۔

(ii) حکمی : صکوک جن اَشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں اُن کی قیمت لگوائی جائے یا صکوک کے اِجراء کرنے والے کی دلچسپی ہو تو اُس کے ہاتھ اِن اَشیاء کو فروخت کر دیا جائے۔

دونوں طریقوں سے حاصل ہونے والی رقم کو حاملینِ صکوک پر موجودات میں اُن کی ملکیت کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے۔

(7) اِطفاءِ صکوک کے جواز کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ صکوک کو جاری کرنے والا حاملین کو یہ عہد و ضمانت نہ دے کہ وہ صکوک کی مدت کے اِختتام پر قیمت اِسمیہ پر صکوک خرید لے گا۔

(8) صکوک اِجارہ کے اِطفاء کی چند صورتیں :

صکوک کا اِطفاء اُن کے بے قیمت رہ جانے سے بھی ہوتا ہے اَور بے قیمت رہ جانا اِس سے ہوتا ہے کہ صکوک جس شے کی نمائندگی کر رہے ہیں وہ جاتی رہے مثلاً

(i) اُجرت پر دی ہوئی شے میں ملکیت کے صکوک کا اِطفاء اِس سے بھی ہوتا ہے کہ وہ شے قدرتی طور سے ہلاک ہو جائے مثلاً اگر کسی بحری جہاز کے صکوک ہوں اَور وہ جہاز ڈوب جائے تو صکوک خود بخود بے قیمت ہو جائیں گے۔

(ii) منافع میں ملکیت کے صکوک میں مدت اِجارہ ختم ہو جائے۔

(iii) خدمات میں ملکیت کے صکوک میں خدمت پوری وصول کرنے سے بھی اِطفاء ہو جاتا ہے مثلاً دس گھنٹے کے فضائی سفر کی منفعت کی ملکیت کے صکوک ہوں اَور حاملِ صکوک اِتنا سفر کر لے تو اُس کے صکوک اپنی اِنتہاء کو پہنچ جاتے ہیں۔ (جاری ہے)

شبِ براءت میں کیا کرنا چاہیے اَور کن کاموں سے بچنا چاہیے

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضورِ اَنور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے شعبان کی اِس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے ؟ اُنہوں نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اَور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اَور اِس رات میں سب بندوں کے (سارے سال کے) اَعمال اُٹھائے جاتے ہیں اَور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے۔'' (بیہقی)

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔

(۲) قبرستان جانا اَور مسلمان مرد وزَن کے لیے اِیصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔

(۳) اَگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

☆ اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اَور اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اَور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ اَدا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اَور فرائض چھوٹ جائیں۔

☆ حضور علیہ السلام اکیلے قبرستان گئے تھے اِس لیے اکیلے جائیں اَور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

☆ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اَور ۱۵ تینوں دِن کے روزے رکھیں اِنہیں '' اَیَّامِ بِیْض '' کہتے ہیں اَور اِن دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

☆ اِس شب میں (بطورِ خاص اَور باقی اَیام میں) آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت

گناہ ہے اَور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا، مساجد اَور گھروں میں غیر ضروری چراغاں سے بچا جائے اِسکا بھی سخت گناہ ہے کیونکہ اَوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دُوسرے اِس میں فضول خرچی ہے۔

☆ بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شور و غوغا کرتے ہیں اِس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے۔ آنحضرت ﷺ اَور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اَور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شبِ براءت کی مسنون دُعا :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کو میں نے شبِ براءت سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآاُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

اے اللہ ! میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے عفو و کرم کے صدقے آپ کی سزا سے اَور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی رضا کے صدقے آپ کی ناراضگی سے اَور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے صدقے آپ کی پکڑ سے، آپ کی ذات بزرگی والی ہے، میں آپ کی تعریف کا حق اَدا نہیں کرسکتا، آپ تو ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کرلو اَور دُوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اَور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں۔'' (ماثبت بالسنۃ ص ۱۷۳)

رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں اَور برکتیں

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب، راولپنڈی ﴾

آنحضرت ﷺ کا رمضان المبارک سے متعلق اہم خطبہ :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اِس میں آپ ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اَور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اَور اِس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اِس مہینے میں اللہ کی رضا اَور اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) اَدا کرے گا تو اُس کو دُوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اَور اِس مہینے میں فرض اَدا کرنے کا ثواب دُوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اَور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اَور غمخواری کا مہینہ ہے اَور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اِضافہ کیا جاتا ہے جس نے اِس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اَور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اَور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اَور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے

ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟)'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے۔

(اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اِس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔ (اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اَور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اَور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اَور اُس کو دوزخ سے رہائی اَور آزادی دے گا۔ اَور اِس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اَور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اَور استغفار کی کثرت ہے۔ اَور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اَور دوزخ سے پناہ مانگو۔ اَور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے گا اُس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اُس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (بیہقی، ترغیب و ترہیب)

فائدہ : نبی کریم ﷺ کا اِتنا اہتمام کہ شعبان کی آخری تاریخ میں خاص طور سے اِس کا وعظ فرمایا اَور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزر جائے، پھر اِس وعظ میں تمام مہینے کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم چیزوں کی طرف خاص طور پر متوجہ فرمایا، سب سے پہلے ''شبِ قدر'' کہ وہ حقیقت میں بہت اہم رات ہے، اِس کے بعد اِرشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے روزہ کو فرض کیا اَور اِس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔

☆ اِس خطبہ میں فرمایا کہ ''اِس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی عبادت کرے گا اُس کا ثواب دُوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا اَور فرض نیکی کرنے والے کو دُوسرے زمانہ کے ستر فرض اَدا کرنے کا ثواب ملے گا۔'' یوں سمجھ لیں کہ ''شبِ قدر'' کی خصوصیت تو رمضان المبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا یہ رمضان المبارک کے ہر دن اَور ہر رات کی برکت اَور فضیلت ہے۔

☆ اِس خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''یہ صبر اَور غمخواری کا مہینہ ہے'' اَور یہ بھی فرمایا کہ ''جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں ہلکا پن اَور کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اَور اُس کو دوزخ سے رہائی اَور آزادی دے گا۔'' دینی زبان میں صبر کے اَصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اَور تلخیوں اَور ناگواریوں کو جھیلنا۔ ظاہر ہے کہ روزے کا اَوّل وآخر ایسا ہی ہے نیز روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے اِس سے اُس کے اَندر غرباء اَور مساکین کی ہمدردی اَور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو نبی علیہ السلام قیدیوں کو رہائی دے دیتے تھے اَور ضرورت مند سائل کو محروم نہیں کیا کرتے تھے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اَور رمضان المبارک میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ بہت زیادہ سخی اَور فیاض ہوتے تھے اَور جبرائیل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اَور وہ حضور ﷺ سے قرآنِ پاک کا دَور کرتے تھے، یقیناً رسول اللہ ﷺ سے جب جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ بھلائی اَور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی وسخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

لٰہذا اپنے محلے میں، دوستوں اَور عزیز واَقارب میں جو بیمار نادار اَور غریب ہوں اپنی وسعت کے مطابق اُن کی مدد کرنی چاہیے۔ بعض روزہ دار رَوزہ کی حالت میں بڑی بے صبری کا مظاہرہ کرتے

ہیں، ذرا ذرا سی بات پر بیوی سے لڑنا، بچوں کو پیٹنا، ملازمین کو ڈانٹنا غرضیکہ اُن کا روزہ رکھنا دُوسروں کے لیے ایک آفتِ ناگہانی بن جاتا ہے، یہ بڑی معیوب بات ہے اَیسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگ لڑتے جھگڑتے تو نہیں لیکن گرمی اَور بھوک و پیاس ہی کا گِلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں، جب اُن سے ملو اُن کے پاس یہی قصہ ملتا ہے اَور بعض لوگ کچھ زیادہ ہی ہائے ہوئی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں، یہ سب بے صبری کی باتیں ہیں، صبر کا مہینہ بتلانے کا منشاء یہی ہے کہ حتی الامکان صبر وضبط سے کام لیا جائے۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ ''اِس بابرکت مہینے میں اِیمان والوں کے رزقِ حلال میں اِضافہ کیا جاتا ہے'' اِس کا تجربہ تو ہر اِیمان والے روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اَور جتنا فراخ کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اِتنا نصیب نہیں ہوتا، یہ سب اللہ ہی کے حکم اَور فیصلے سے آتا ہے۔ بعض لوگ خوب حرام کما کر اِس کو رمضان کی برکت سمجھتے ہیں، یہ سراسر جہالت ہے۔ بعض روایات میں اِس مہینہ میں نان ونفقہ میں وسعت وفراخی کرنے کا حکم آیا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے جَآءَ كُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ فَقَدِّمُوْا فِيْهِ النِّيَةَ وَوَسِّعُوْا فِيهِ النَّفَقَةَ .[۱] رمضان کا مبارک مہینہ آچکا ہے (تم اِس کے لیے نیت پہلے ہی سے درست کرلو اَور اِس مہینہ میں (اپنے اَور اپنے اہل وعیال کے جائز اَخراجات اَور) نان ونفقہ میں فراخی کرو۔ ایک اَور روایت کے الفاظ یہ ہیں: اِنْبَسِطُوْا فِی النَّفْقَةِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّ النَّفْقَةَ فِيْهِ كَالنَّفْقَةِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [۲] رمضان کے مہینے میں نان ونفقہ کے متعلق وسعت سے کام لو اِس لیے کہ اِس میں جائز نان ونفقہ وخرچہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ ''روزہ افطار کرانا گناہوں کی مغفرت اَور دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہے نیز روزہ کھلوانے سے جس کا روزہ کھلوایا ہے اُسکے روزہ کے برابر روزہ کھلوانے والے کو ثواب ملتا ہے'' اَور پیٹ بھر کر کھانا کھلانا حوضِ کوثر سے جامِ کوثر نصیب ہونے اَور جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔

---

[۱] کنزالعمال ج۸ ص۴۶۶ [۲] جامع صغیر للسیوطیؒ

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ''رمضان المبارک کا اِبتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے''۔ بعض دُوسری روایات میں بھی یہ مضمون مختلف اَلفاظ کے ساتھ آیا ہے، ایک روایت میں ہے: اَوَّلُ شَهْرِ رَمَضَانَ رَحْمَةٌ وَوَسْطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ.[1] ''رمضان کا اَوّل حصہ رحمت ہے اَور اُس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اَور اُس کا آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے۔''

اِس کی راجح اَور دِل کو لگنے والی تشریح یہ ہے کہ رمضان شریف کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانے والے بندے تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔

ایک وہ متقی پرہیز گار لوگ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اَور جب کبھی اِن سے کوئی خطا اَور لغزش ہو جاتی ہے تو اُسی وقت توبہ و اِستغفار سے اُس کی صفائی اَور تلافی کر لیتے ہیں تو ایسے خاصانِ خدا پر تو شروع مہینے ہی سے بلکہ اِس کی پہلی رات ہی سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے اَور وہ موردِ رحمت بن جاتے ہیں۔

دُوسرے وہ لوگ جو ایسے متقی اَور پرہیز گار تو نہیں ہیں لیکن اِس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں تو ایسے لوگ جب رمضان کے اِبتدائی حصے میں روزوں اَور دُوسرے اعمالِ خیر اَور توبہ و اِستغفار کے ذریعے اپنے حال کو بہتر اَور اپنے کو رحمت و مغفرت کے لائق بنا لیتے ہیں تو درمیانی حصہ میں اِن کی بھی مغفرت اَور معافی کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں اَور اُن کا حال بڑا اَبتر رہا ہے اَور اپنی بداَعمالیوں سے گویا وہ دوزخ کے پورے پورے مستحق ہو چکے ہیں، وہ بھی جب رمضان کے پہلے اَور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کر اَور توبہ و اِستغفار کر کے اپنی سیہ کاریوں کی کچھ صفائی اَور تلافی کر لیتے ہیں تو اَخیر عشرہ میں جو دَریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے اللہ تعالیٰ دوزخ سے اِن کی بھی نجات اَور رہائی کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

---

[1] کنز العمال ج۸ ص ۴۶۳

اِس تشریح کی بناء پر رمضان المبارک کا اِبتدائی حصہ ''رحمت'' درمیانی حصہ ''مغفرت'' اَور آخری حصہ ''جہنم سے آزادی'' کا تعلق ترتیب وار اُمتِ مسلمہ کے اِن مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا۔

اِس ماہ کا ہر عشرہ خاص اہمیت کا حامل ہے چنانچہ پہلا عشرہ سراسر رحمت ہے، دُوسرا عشرہ دن و رات مغفرت کا عشرہ ہے اَور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کے لیے ہے، اِس لیے اِس ماہ کی دِل و جان سے قدر کریں اَور مذکورہ تمام فضائل حاصل کرنے کی فکر کریں ورنہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا، جو کچھ حاصل کرنا ہے جلدی کرلیں ورنہ آخرت میں پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔

☆ رسول کریم ﷺ نے اِس خطبہ میں رمضان المبارک میں چار کاموں کے کرنے کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے جو مبارک مہینہ کے دَستور العمل کی حیثیت رکھتے ہیں، اِس لیے اِن کا اہتمام بہت ضروری اَور لازمی ہے، وہ چار کام یہ ہیں :

(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد رکھنا

(۲) اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگتے رہنا

(۳) جنت کا سوال کرنا

(۴) دوزخ سے پناہ مانگنا

پہلی چیز یعنی '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد'' یہ بہت ہی مبارک کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں اِس کو تمام اَذکار سے اَفضل بتلایا گیا ہے اَور دُوسری اَحادیث میں اِس کے اَور بھی بڑے بڑے فضائل آئے ہیں۔ اِس کی فضیلت سمجھنے کے لیے اِتنا کافی ہے کہ نوے (۹۰) برس کا کافر و مشرک بھی اگر سچے دِل سے ایک بار یہ کلمہ پڑھ لے تو وہ اُسی لمحہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے، یہ خدائے پاک کی بڑی رحمت ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر بہت ہی عام فرما رکھی ہے اَور اِس کے پڑھنے کی عام اِجازت دے رکھی ہے۔ جب کافر و مشرک تمام گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے تو مومن کو کیوں نفع نہ ہوگا ؟ ضرور ہوگا اَور بے اِنتہا ہوگا۔

ایک حدیث میں اُمتیوں کو اِس کلمے کے ذریعے بار بار تجدید ایمان کرتے رہنے کی تلقین کی گئی

ہے اِس لیے چلتے پھرتے ، اُٹھتے بیٹھتے اَور لیٹتے کثرت سے اِس کا وِرد رکھیں ۔ایک روایت میں ہے :
ذَاکِرُاللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ وَسَائِلُ اللّٰہِ فِیْہِ لَا یَخِیْبُ [۱] ''رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مغفرت کی جاتی ہے اَور اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔'' حضرت زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح رمضان کے علاوہ ہزار تسبیح سے اَفضل ہے۔(ترمذی)

دُوسری چیز ''اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگنا'' ہے۔حضراتِ اَنبیاء علیہم السلام کے علاوہ کون سا بندہ ایسا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے: **کُلُّکُمْ خَطَّاؤُوْنَ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ اَلتَّوَّابُوْنَ** (ترمذی، ابن ماجہ) یعنی تم سب خطاوار ہو اَور اچھے خطاوار وہ ہیں جو توبہ و اِستغفار کرتے ہیں اِس لیے توبہ و اِستغفار کا معمول رکھا جائے، آسان استغفار یہ ہے :
اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ میں اللہ جل شانہٗ سے جو میرا پرودگار ہے ہر ہر گناہ سے معافی مانگتا ہوں اَور اُس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔اَور صرف **اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ ، اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ** پڑھنا بھی اِستغفار ہے اَور کافی ہے۔

تیسری چیز ''جنت کا سوال'' اَور چوتھی چیز ''دوزخ سے پناہ'' ہے۔اِن دونوں باتوں کے بارے میں رحمتِ عالم ﷺ نے جو فرمایا وہ بالکل بجا ہے، واقعتاً یہ دونوں ایسی اہم ترین چیزیں ہیں کہ اِن کو مانگے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے اَور کوئی شخص اِن سے بے نیاز نہیں، جب دُنیا کی گرمی سردی کی سہار نہیں تو دوزخ کیسے برداشت ہوگی اَور جنت میں جائے بغیر کیسے سکون ملے گا ؟ اِس لیے موقع بموقع دِل کی گہرائی سے جنت کا سوال کریں اَور دوزخ سے پناہ مانگیں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اَور دوزخ کے عذاب سے بچائے۔آمین۔

---

[۱] بیہقی، کنز العمال ج۸ ص ۴۶۴

قسط : ۳

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی زندگی ایک نظر میں

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو، جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماءِ اسلام سندھ ﴾

حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو نے یہ مقالہ ڈسٹرکٹ کونسل ہال سکھر میں بتاریخ ۲۶ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۲۱ رجنوری ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ جمعیت علماءِ اسلام ضلع سکھر کی طرف سے منعقد ہونے والے شیخ الہندؒ سیمینار میں پیش کیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کے اَساتذہ کا تعلق علمی، فکری، تعلیمی اَور اِعتقادی حیثیت سے دَبستان ولی اللّٰہی سے جڑا ہوا ہے، جس کی زرّیں تاریخ عظمت وعزیمت کی اَعلیٰ ترین قدروں اَور آزادئ وطن کے لیے بے لوث قربانیوں کی خونچکاں دَاستانوں سے لالہ زار ہے۔۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۷ء تک نصف صدی کی تاریخ اِس مقدس دبستان کی عظمت وعزیمت اُولوالعزمی، بلند ہمتی، روشن دماغی اَور اعلیٰ حوصلگی، غیر متزلزل اِیمان ویقین، ناقابلِ تسخیر ہمت وجرأت، عزم واِرادے کا اِستحکام، جہد وعمل کا اِستقلال، بے رِیاء اِخلاص وللّٰہیت، بے دَریغ اِیثار وقربانی، بے پناہ جانبازی وسرفروشی، اپنے دین اپنی قوم اپنی ملت اَور اپنے وطن سے قابلِ رشک محبت کی ہزاروں دَاستانوں سے اِس طرح مزین ہے جیسے گلہائے رنگارنگ کا کوئی حسین ترین گلدستہ ہو یا آسمان کی پیشانی پر کوئی چمکتی ہوئی کہکشاں ہو۔

۱۸۰۳ء میں برصغیر کے اِمام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اَور پھر اُن کے جلیل القدر صاحبزادے اَور شاگرد اِمام حریت سیّدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کا اَنگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی، ۱۸۳۶ء میں اِن کے شاگردوں سیّد اَحمد شہیدؒ اَور شاہ اِسماعیل شہیدؒ وغیرہم کا بالاکوٹ کے میدان میں جہاد اَور شہادت پھر علمائے صادق پور کا خونی جہاد، ۱۸۱۳ء سے

۱۸۵۷ء تک اِس دَبستان کے مقدس بزرگوں کی اَنگریزوں کے خلاف مسلسل بغاوت جو ۱۸۵۷ء میں لاکھوں اِنسانوں کی قربانی پر تمام ہوئی جن میں صرف علماءِ کرام کی تعداد تقریبًا باون ہزار بتلائی جاتی ہے جہادِ حریت وطن کے ایسے خونچکاں ماحول میں حضرت شیخ الہندؒ نے جنم لیا اَور جن اَرباب عزیمت اَساتذہ سے تعلیم و تربیت پائی وہ اِسی دَبستان ولی اللّٰہی کے نمائندے تھے جن کی حق گوئی و بے باکی، اِخلاص وللّٰہیت اَور حب الوطنی ضرب المثل بن چکی تھی۔

تاریخِ عالم کی نگاہوں نے ایسے عزیمت کے مناظر کم ہی دیکھے ہوں گے کہ ایک مردِ قلندر اَور فقیرِ بے نوا اَسباب و سائل سے محروم ایک چھوٹے سے قصبے میں ایک دینی مدرسہ کی ٹوٹی ہوئی چٹائی اَور پھٹے پرانے ٹاٹ پر بیٹھ کر مدرسہ کے چند غریب طلباء میں اِس عزم وحوصلے اَور جرأت و وَلولے کا صور پھونک رہا ہے کہ اپنی وقت کی سب سے بڑی سپر پاور ''گریٹ برطانیہ'' کا مقابلہ کرنے اَور اُس کو شکست دینے کا جذبہ پیدا کر رہا ہے اَور اُن کو ذہنی طور پر تیار کر رہا ہے کہ آپ نے اُس کے اِقتدار کے سورج کو اپنے اِن ہی ناتواں ہاتھوں سے سمندر میں غرق کرنا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے اِن ہزاروں بوریہ نشیں شاگردوں میں سے جن چند نے دریاؤں کے رُخ کو موڑ کر ایک نیا اِنقلاب برپا کیا وہ ہیں: شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنیؒ ، بطلِ جلیل حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، سحبان الہند حضرت مولانا اَحمد سعید دہلویؒ، فخر المحدثین حضرت مولانا سیّد فخر الدین مراد آبادیؒ، حضرت مولانا خلیل اَحمد سہارنپوریؒ ،حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ وغیرہم۔ (جاری ہے)

قسط : ۴

عربی زبان کی خصوصیات و اِمتیازات

﴿ محترم جناب مظفر عباسی صاحب ﴾

(۵) اِختصار :

عالمی زبان کو مختصر ہونا چاہیے، عام طور پر اِختصار کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ زبان کا ذخیرہ الفاظ محدود ہو جیسا کہ بوڈمر (BODMER) نے سفارش کی ہے لیکن ہمارے ہاں ذخیرہ الفاظ کے محدود ہونے کے علاوہ زبان کے اِختصار میں حسبِ ذیل اُمور شامل ہیں :

(۱) غیر ضروری کلمات نہ ہوں، جیسے اُردو میں ''ہے''، ''نے''، ''کو'' وغیرہ کلمات ہیں۔

(۲) ایسے کلمات نہ ہوں جن کا کام علامات سے لیا جا سکتا ہو، جیسے کا، کی، کے وغیرہ۔

(۳) مفرد کلمات کی جگہ مرکب کلمات کا عام اِستعمال نہ ہو جیسے ''معبد'' کی جگہ ''عبادت خانہ'' ہے۔

(۴) کلمات یک رُکنی یا زیادہ سے زیادہ دو رُکنی ہوں اَور بغیر معانی اَور مفہوم کے اِضافے کے کلمہ کے رُکنوں (آوازوں) میں اِضافہ نہ کیا جائے۔

عربی غیر ضروری کلمات سے پاک ہے، اِس کے برعکس اُردو میں فاعل کی علامت ''نے'' مفعول کی علامت ''کو'' اَنگریزی میں کلمات تنکیر A اَور AN وغیرہ ایسے زائد کلمات ہیں جن کے بغیر کام چل سکتا ہے، مثلاً فارسی میں علامت فاعل کوئی نہیں اَور پڑھنے یا سننے والے کو اِس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ، اُردو میں بے جان مفعول کے ساتھ کسی قسم کی علامت نہیں ہوتی اَور نہ ہی اِس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے مثلاً ''اسلم سیب کھا رہا تھا'' قسم کے اُردو جملوں میں فاعل اَور مفعول دونوں کی علامتوں کو حذف کر دیا گیا ہے، اِس کے باوجود کلام میں خرابی واقعہ نہیں ہوئی۔ ''اِسپرانتو'' میں فاعل کی علامت کا وجود نہیں اَلبتہ مفعول کے آخر میں ''ن'' (N) لگاتے ہیں۔ "ASLAM LEGAS LIBRON" (اسلم کتاب پڑھتا ہے) اس میں LIBRO (کتاب) کے آخر میں

"N" بطور علامتِ مفعول اِستعمال ہوا ہے۔

دُوسری قسم کے زائد کلمات سے مراد وہ کلمات ہیں جن کی ضرورت علامات یا کلمات کی ترتیب سے پوری کی جا سکتی ہو، جیسے کلمات اِضافت و ربط وغیرہ۔ اُردو میں کا، کے، کی، اَنگریزی میں OF یا S کلماتِ اِضافت کی مثالیں ہیں، فارسی میں اِن کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اَور ایک زیر (.....ِ) سے مرکب اِضافی بنا لیا گیا ہے، باقی رہا کلماتِ ربط کا ہونا، سو یہ بیشتر زبانوں میں ہیں۔ ''ہے''، ''میں''، ''ہوں''، فارسی میں ''اَست''، ''اَند'' وغیرہ، اَنگریزی میں AN، IS وغیرہ، اِسپرانتو میں ESTAS چینی میں ''یو'' (YO) اَور ''شی'' جاپانی میں ''آری ماسو'' (ARIMASO) اَور ''ای ماسو'' (IMASO) وغیرہ سب کلماتِ ربط ہیں، پھر اِن کے استعمال کے بیسیوں قواعد ہیں جن سے نو آموز بے شمار اُلجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

سلاو زبانوں میں کلماتِ ربط نہیں ہوتے، اِن میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ زبان رُوسی ہے، اِسکے دو جملے ملاحظہ فرمائیں: (۱) دوست .... یہاں گھر (ہے)....(۲) دوم تام ....گھر وہاں (ہے)۔ اِن دونوں جملوں میں ''ہے'' کے لیے کوئی علامت یا کلمہ نہیں، یہ قاری کی ذہانت پر منحصر ہے کہ وہ اِنہیں مرکب اِشاری تصور کرے یا جملہ اَور جملہ بھی خبر یہ سمجھے یا اِستفہامیہ، اِس لیے کہ رُوسی میں عربی کے ''ھل'' یا ''اَ'' کا کوئی متبادل نہیں، جرمنی میں بھی ''ھل'' کے لیے کوئی کلمہ نہیں، اِن میں کلمہ ربط کو مسند اِلیہ سے پہلے لا کر جملہ سوالیہ بنا لیا جاتا ہے، لیکن رُوسی میں یہ صورت بھی نہیں ہو سکتی۔

زوائد کی تیسری صورت میں وہ مرکبات ہیں جن کی جگہ مفردات اِستعمال کیے جا سکتے ہیں، اِس کی بدترین مثال اَنگریزوں اَور اَمریکیوں کا تازہ ترین شاہکار بیسک اِنگلش (BASIC ENGLISH) ہے، جہاں دو دو تین تین مفرد کلمے جوڑ کر ایک مفہوم پیدا کیا جاتا ہے، عربی میں ایسے مفرد کلمات کی خاصی تعداد ہے جن کے تراجم کے لیے دُوسری زبانوں میں مرکبات اِستعمال کیے جاتے ہیں، معبد، مدفن، مذبح، مقتل، طیارہ، اِقدام، مستشرق، اِستخبار وغیرہ بے شمار مثالیں ہیں۔ (جاری ہے)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۳؍جون بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ جدید کے فاضل مولانا محمد مدنی صاحب کی دعوت پر ختم نبوت کے جلسہ میں شرکت کے لیے مدرسہ جامعہ محمد یہ تلے عالی تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔

۱۹؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ/ ۱۰؍جون ۲۰۱۲ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تقسیم اَسناد و دَستار بندی کی تقریب منعقد ہوئی جبکہ حالات کے پیشِ نظر جامعہ کی اِنتظامیہ کی مشاورت سے پروگرام کو مختصر کر کے مقررہ وقت سے پہلے بعد نمازِ فجر حضرت مہتمم صاحب جامعہ ہذا اَور ناظم تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب اَور حضرت مولانا اَمان اللہ خان صاحب نے دیگر اَساتذہ کی موجودگی میں اپنے دستِ مبارک سے طلباء کی دَستار بندی فرمائی اَور حضرت نے مختصر کلمات اِرشاد فرما کر پاکستان اَور پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے خصوصی دُعا فرمائی۔ اِس موقع پر فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کے دُور دَراز سے آئے ہوئے عزیز واَقارب کی بڑی تعداد دیر تک حضرت سے ملاقات کے لیے اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لاتی رہی، اَگلے روز سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

۱۱؍جون بروز منگل حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کراچی تشریف لے گئے، حضرت کا قیام حافظ فرید اَحمد صاحب شریفی کے یہاں ہوا۔ اَگلے روز مولانا آفاق صاحب فاضل جامعہ کی معیت میں حضرت مولانا محمد اَسلم صاحب شیخوپوریؒ کی تعزیت کے لیے جامعۃ الرشید اَور اُن کے صاحبزادگان کی قیامگاہ پر جانا ہوا قبل اَزیں حافظ کاملین صاحب مرحوم کی تعزیت کے لیے اُن کے صاحبزادوں کی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جامعہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب سکندر مدظلہم سے ملاقات کی نیز

حضرت مولانا اَصلح الحسینی صاحب مدظلہم کی مزاج پرسی کی غرض سے اُن کی قیامگاہ پر ملاقات کی بعد اَزاں حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب چشتی مدظلہم کی زیارت کے لیے اُن کی قیامگاہ پر حاضری دی۔

بدھ کی شب مولانا سیّد آفاق صاحب کے گھر پر رات کا کھانا تناول فرمایا۔ بروز جمعرات دوپہر کا کھانا نارتھ ناظم آباد میں بھائی سیف الاسلام صاحب کی قیام گاہ پر تناول فرمایا، وہیں جناب شیخ رضوان صاحب حضرت سے ملاقات کے لیے تشریف لائے ،شام پانچ بجے وہیں سے ہوائی اَڈے کے لیے روانہ ہوئے۔

۴؍ جون بروز پیر بعد نماز ظہر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ختم بخاری شریف کیلیے اَٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ روانہ ہوئے ،وہاں پر حضرت صاحب کا قیام فاضل جامعہ جدید مولانا عمیر صاحب کے یہاں رہا۔ عشاء کے بعد جامعہ محمد یہ میں حضرت نے بخاری شریف کی آخری حدیثِ پاک کا درس دیا اَور اُس کے بعد فارغ التحصیل فضلاء کرام کی دَستار بندی کی گئی۔ اسٹیج پر ضلع جھنگ کے علماء کرام کی بڑی تعداد موجود تھی اَور دیگر اِضلاع سے بھی علماء کرام تشریف فرما تھے۔ عوام کا جمِ غفیر موجود تھا۔ اَگلے دِن بعد نمازِ فجر حضرت صاحب نے مسجد صدیق اَکبرؓ میں مختصر دَرس دیا اَور لوگوں کو دینی تعلیم کے حصول کی طرف توجہ دِلائی۔

اِسی روز بعد نماز ظہر حضرت صاحب تحفیظ قرآنِ پاک کی تقریب میں شرکت کے لیے مدرسہ اَنوار الصحابہؓ جبوانا ء تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب نے علم کی اہمیت کے موضوع پر نہایت پر اَثر بیان اِرشاد فرمایا اَور حفاظ کرام کے والدین اَور طلباء کرام کو مبارکباد پیش کی اِس کے بعد حضرت صاحب نامور عالمِ دین مشہور مصنف حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کے لیے جامعہ آباد محمدی شریف تشریف لے گئے، حضرت صاحب کی آمد پر مولانا نافع صاحب مدظلہم بہت خوش ہوئے اَور بہت دُعائیں دے کر رُخصت فرمایا۔

۲۵؍ رجب ۱۴۳۳ھ/ ۱۶؍ جون ۲۰۱۲ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات نہایت خوش اَسلوبی سے اَنجام پائے، جامعہ کے 189 طلباء نے وفاق کا اِمتحان دیا، والحمدللہ۔

۲۱؍جون کو حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم عمرہ کی اَدائیگی کے بعد بخیریت تشریف لے آئے

۲؍شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ/۲۳؍جون ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے دورۂ صرف ونحو کا آغاز کیا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)